پہلی سی محبت
نگہت عبداللہ
Digest

عید سعید عید سعید عید سعید عید سعید

میں نے سمجھا کہ تو ہے تو درخشاں ہے حیات
تیرا غم ہے تو غم دہر کا جھگڑا کیا ہے
تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات
تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

عید سعید عید سعید عید سعید عید سعید

"شادی کروں گی تو کسی امیر کبیر آدمی سے جس کا بہت ہی بڑا سا بنگلہ ہوگا نوکر چاکر حکم کے منتظر پورچ میں کم از کم چار گاڑیاں ہر وقت موجود اور......"

"بس آنکھیں کھول دو......" وہ جو آنکھیں بند کیے بڑے جوش سے بول رہی تھی شجاع کے ٹوکنے پر پہلے پٹ پٹا کر آنکھیں کھولیں پھر اسے دیکھ کر دانت پیس کر بولی۔

"تم ہمیشہ بے وقت آتے ہو اور آ گر آ ہی گئے تھے تو کچھ دیر خاموش رہنے سے کیا بگڑ جاتا تمہارا۔"

"میرا تو نہیں تمہارا بگڑ سکتا تھا۔" وہ اپنی مسکراہٹ دبا کر بولا۔

"کیا......کیا بگڑتا میرا......؟"

"اتنی سی آنکھوں میں اتنے بڑے بڑے خواب...... آنکھیں ٹیڑھی ہو جاتیں پھر امیر کبیر تو کیا کوئی غریب شخص بھی نہ پوچھتا تمہیں۔" شجاع نے باقاعدہ آنکھیں میچ کر کے گویا اسے خواب دیکھنے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

"تم کمینے ہونے کے ساتھ ساتھ اندھے بھی ہو میری اتنی بڑی بڑی آنکھوں کو اتنا سا کہہ رہے ہو فوراً چشمہ لگواؤ۔" اس کی بات پر وہ زور زور سے ہنسنے لگا جبکہ سعدیہ نے اپنی ہنسی چھپانے کی خاطر اخبار اپنے چہرے کے سامنے پھیلا لیا تھا۔

"ہنس کیوں رہے ہو......؟" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"اپنے آپ پر ہنس رہا ہوں کتنا احمق ہوں میں اتنا بھی نہیں پتا کہ آنکھوں کی چھوٹائی بڑائی کا خوابوں کی لمبائی سے کیا تعلق۔" شجاع نے خود پر بات رکھ کر درحقیقت اس کا مذاق اڑایا تو اس بار وہ سمجھ کر تلملا اٹھی۔

"تم باز آ جاؤ ورنہ مفت میں میرے ہاتھوں جان گنوا بیٹھو گے۔"

"ارے میری پیاری جان!"

"کیا...... تم نے مجھے جان کہا......؟" وہ اپنی جگہ سے یوں کھڑی ہوئی جیسے ابھی اس پر حملہ آور ہوگی اور وہ سر کھجاتا ہوا بولا۔

"وہ کیا ہے کہ زبان پھسل گئی ورنہ دشمن جان کو بھلا میں جان کیسے کہہ سکتا ہوں۔"

"اچھا اب براہ مہربانی تم جاؤ یہاں سے......" اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا تو سعدیہ ایک دم اخبار پھینک کر کھڑی ہوگئی۔

"ہائیں...... کس قدر بدتمیز ہو تم ثانیہ! شجی بھائی پلیز آپ بیٹھیں میں آپ کے لیے چائے لے کر آتی ہوں۔"

"ہاں چائے تو میں ضرور پیوں گا۔" وہ فوراً بیٹھ گیا اور شریر نظروں سے اسے دیکھنے لگا تو وہ اس کی نقل اتار کر بولی۔

"چائے تو میں ضرور پیوں گا...... اپنے گھر میں نہیں ملتی تمہیں چائے۔"

"ملتی بھی ہے تو میں نہیں پیتا۔"

"کیوں؟"

"مجھے صرف سعدیہ کے ہاتھ کی چائے اچھی لگتی ہے۔"

"سچ مجھی بھائی! بس میں ابھی لے کر آتی ہوں۔" اپنی تعریف پر خوش ہوکر سعدیہ فوراً چائے بنانے چلی گئی تو وہ اس سے کہنے لگی۔

"تم اگر اسے مکھن نہ لگاتے تب بھی وہ تمہیں چائے ضرور پلاتی۔"

"میں نے ہرگز مکھن نہیں لگایا بالکل سچ کہا ہے' واقعی سعدیہ بہت اچھی چائے بناتی ہے۔" وہ ایک دم سنجیدہ ہوکر بولا تو اس نے یوں کندھے اچکائے جیسے کہہ رہی ہو "بناتی ہوگی" اور اس کے انداز پر وہ پھر اسے چھیڑنے پر آمادہ ہوا۔

"اور تم صرف باتیں اچھی بناتی ہو۔"

"صرف باتیں نہیں میں حجامت بھی اچھی بنا دیتی ہوں۔" اس کے جل کر کہنے پر وہ بے اختیار ہنس پڑا پھر ادھر اُدھر دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"چچی جان نظر نہیں آ رہیں' کہاں ہیں؟"

"پتا نہیں۔" اس نے بے پروائی سے کندھے اچکائے۔

"تمہیں کسی بات کا پتا بھی ہوتا ہے۔" وہ ایک بار پھر جھنجلایا اور وہ اتنے ہی آرام سے بولی۔

"کیوں نہیں۔" لو پھر وہ تازہ ترین ایشوز شروع ہوگئی۔

"آج کشمیر میں دس مجاہدین شہید ہوگئے' ادھر ایک فلسطینی نے ایک اسرائیلی میجر کو چاقو مار کر ہلاک کیا۔ عمران خان کے سسر کو کسی دورے میں دل کا دورہ پڑ گیا اور اُدھر سری لنکا نے ٹیسٹ کپ بھی جیت لیا جبکہ ہمارے ہاں اتنے سے دنوں میں ہی بے چارے شریف میاں کے بال سفید ہوگئے ہیں۔"

"ایک منٹ......" وہ اسے خاموش کروا کر پوچھنے لگا۔

"یہ شریف صاحب کون ہیں؟"

"بڑے افسوس کی بات ہے اپنے وزیراعظم کو نہیں جانتے تم۔" اس نے اتنی سنجیدگی سے تاسف کا اظہار کیا کہ ایک پل کو واقعی وہ شپٹا گیا پھر فوراً سنبھل کر بولا۔

"تو میاں نواز شریف کہونا......"

"نہیں میں پورا نام نہیں لے سکتی۔" وہ بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی اس ادا سے بولی کہ وہ ہائے کی آواز کے ساتھ کرسی سمیت پیچھے الٹ گیا تبھی سعدیہ چائے لے کر آگئی اور پہلی نظر میں وہ اسے نظر نہیں آیا تو اس سے پوچھنے لگی۔

"مجھی بھائی کہاں گئے؟" اس نے مسکرا کر اس کی طرف اشارہ کیا تو سعدیہ دیکھتے ہی چیخی۔

"ہائے مجھی بھائی آپ کو کیا ہوا؟" وہ فوراً قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہوگیا اور کان پکڑ کر بولا۔

"توبہ توبہ میں نے ایسی لڑکی اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی' کیا چیز ہو تم ثانیہ احمد؟"

"بہت اونچی چیز ہوں۔" وہ گردن اکڑا کر بولی' سعدیہ پریشان سی ہوکر باری باری دونوں کو دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"مجھی! اس لوچھنا ہے سے پوچھو۔"

وہ گرتی ہوئی کرسی پیر سے سیدھی کرتا ہوا بولا پھر بیٹھتے ہی سعدیہ کے ہاتھ سے چائے کا مگ لے کر ہونٹوں سے لگا لیا اور سعدیہ کو اس سے کچھ پوچھنے کی نسبت خاموش ہوجانا بہتر لگا کیونکہ جانتی تھی کہ وہ اصل بات ہی نہیں بتائے گی دوسرے خوامخواہ وہ اُلٹنے بھی لگے گی۔

❁......❁......❁

وہ شروع سے ایسی تھی' چھوٹے بہن بھائی پر بلاوجہ رعب جمانا حالانکہ سعدیہ اس سے صرف ایک ہی سال چھوٹی تھی اور دیکھنے میں تو بڑی ہی لگتی تھی نہ صرف قد کاٹھ میں بلکہ عقل میں بھی۔ اس کے باوجود وہ اس پر رعب جمانا حق سمجھتی تھی۔ دوسرے اس کا دماغ بھی بہت اونچا تھا' قناعت تو اس کی سرشت میں ہی نہیں تھی حالانکہ اچھا خاصا خوشحال گھرانہ تھا۔ زیادہ افراد بھی نہیں تھے تین بہن بھائی' امی اور ابو۔ ابو جی ایک مقامی بینک میں منیجر تھے اور وہ خود بھی بی ایس سی کے بعد جاب کرنے لگی تھی۔

یہ الگ بات کہ اپنی ساری تنخواہ وہ صرف اپنے آپ پر خرچ کرتی تھی' کبھی موڈ میں ہوتی تو بہت احسان کرکے ایک دو سوٹ سعدیہ کو دلا دیتی یا پھر عرفان خوشامد کرکے چار پانچ سو اس سے کھوا لیتا جبکہ امی اور ابو کو تو غالباً پتا بھی

نہیں تھا کہ وہ کتنی تنخواہ لیتی ہے نہ ہی وہ اس کے پیسے پر اپنا کچھ حق سمجھتے تھے البتہ ہر مہینے اس کی ڈھیروں شاپنگ پر امی ٹوکتی ضرور تھیں جس کا وہ الٹا ہی اثر لیتی تھی یوں جیسے اس نے امی سے ضد باندھ لی تھی بلکہ ہر اس شخص سے جو اسے سمجھانے کی سعی کرتا گویا سب اس کے دشمن تھے اس سے جلتے تھے (یہ اس کی اپنی سوچ تھی) اور اپنے طور پر جلنے والے کو مزید جلا کر وہ خوش ہوتی تھی عجیب سر پھری لڑکی تھی کچھ خود سر کچھ خود پسند اور خود آرا سی۔

❁....❁....❁

تین سال پہلے جب وہ انٹر میں پڑھ رہی تھی تب اس کے لیے دو تین اچھے رشتے آئے تھے اور امی نے بہت چاہا تھا کہ اس کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں لیکن اسے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ ابو اور امی بھی جانتے تھے اس لیے اس کی بات مان گئی اس نے کہا تھا کہ کم از کم بی ایس سی سے پہلے وہ شادی نہیں کرے گی بہر حال دو سال کی بات تھی جو گزرتے پتا بھی نہیں چلا اور گزشتہ سال جب وہ امتحانوں سے فارغ ہوئی تھی تب بھی اس کے لیے دو اچھے رشتے موجود تھے جنہیں اس نے بڑے آرام سے کم حیثیت کہہ کر انکار کر دیا اور جب امی نے سمجھانے کی کوشش کی کہ ہماری حیثیت کون سی بہت اونچی ہے۔

"بہت اچھی نہ سہی لیکن اللہ کا شکر ہے ہزاروں لاکھوں سے بہت اچھے ہیں۔" اس کے مذاق اڑانے پر امی بمشکل ضبط سے بول سکی تھیں۔

"بس رہنے دیں! مجھے نہیں کرنی اپنے جیسے لوگوں میں شادی اگر آپ کو زیادہ ہی ارمان ہے تو سعدیہ کو بیاہ دیں۔"

اس کے حتمی انداز پر امی دنگ رہ گئی تھیں۔

پھر اس کے بعد وقتاً فوقتاً امی نے اسے سمجھانے کی کوششیں کی لیکن وہ قائل ہونے کے بجائے الٹا انہیں قائل کرنے بیٹھ جاتی تھی بالآخر تنگ آ کر امی نے بظاہر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا لیکن حقیقتاً وہ اس کے لیے بہت فکر مند رہتی تھیں اور فکر کی بات بھی تھی وہ ایک اکیلی تو نہیں تھی اس کے بعد سعدیہ اور عرفان بھی تھے تو کیا وہ اپنے طور پر یہ کہہ کر بات ختم کر دیتی کہ اگر پروپوزل آپ کو پسند ہے تو سعدیہ کی شادی کر دیں لیکن امی کو یہ کسی طرح مناسب نہیں لگتا تھا۔

پھر جب اس نے جاب کرنے کا ارادہ کیا تب امی نے اس کی سخت مخالفت کی تھی لیکن وہ جو دل میں ٹھان چکی تھی ابو کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو کر باقاعدہ امی کے مقابل ڈٹ گئی تھی۔

"آخر آپ منع کیوں کر رہی ہیں آمدنی میں اضافہ ہی ہو جائے گا۔" ایک طرح سے اس نے امی کو لالچ دیا جس پر وہ ناراض ہو کر بولیں۔

"نہیں چاہیے مجھے آمدنی میں اضافہ حرام سمجھتی ہوں میں بیٹی کی کمائی کو۔"

"چلیں تو پھر مجھے اپنے شوق پورے کر لینے دیں۔"

"کمی ہے تمہارے پاس؟ اچھا کھاتی پہنتی ہو اور کیا چاہیے۔"

"بہت کچھ اور خدا کے لیے اب آپ بہت کچھ کی تفصیل مت پوچھنے بیٹھ جایئے گا۔" اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا تو امی تاسف سے دیکھتی رہ گئیں۔

اور پھر اپنے پیروں پر کھڑی ہو کر تو اس کی ڈیمانڈ میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا پہلے صرف ایک گاڑی اور اب یہ اتنا بڑا بنگلہ جس کے پورچ میں کم از کم چار گاڑیاں ہر وقت موجود ہوں شجاع تو سن کر چکرا گیا تھا۔

❁....❁....❁

گھر کے کام کاج سے تو اسے سرے سے دلچسپی تھی ہی نہیں حالانکہ اس کا آفس نو بجے سے تھا اگر چاہتی تو صبح جلد اٹھ کر ناشتا وغیرہ بنا سکتی تھی لیکن وہ اٹھتی ہی دیر سے تھی اور آفس سے واپس آ کر تو صاف منع کر دیتی۔ "میں پہلے ہی بہت تھکی ہوئی ہوں" اس کے باوجود اپنے کام بہت لگن سے کرتی تھی یعنی اگر کوئی ایک آدھ سوٹ میلا ہوا تو اسے اسی وقت دھو کر ڈالنا پھر اگلے دن کے لیے کپڑوں کا انتخاب انہیں استری کر کے رکھنا اور سعدیہ کیونکہ فطرتاً صلح جو تھی اس لیے امی کو بھی اسے ٹوکنے کا موقع نہیں دیتی تھی

خود ہی سارے کام نمٹا لیتی اور کسی کسی وقت امی کی ڈانٹ بھی سنتی۔

"تم نے اسے سر چڑھایا ہوا ہے آخر کیوں نہیں اسے کچھ کرنے دیتیں۔"

"کرتی تو رہتی ہے کچھ نہ کچھ..... "اس وقت وہ اپنے کپڑے دھو کر ڈال رہی تھی سعدیہ نے ہنستے ہوئے اس کی طرف اشارہ کیا۔

"بس اپنے جوگی ہے۔" امی بڑبڑا کر رہ گئیں کیونکہ انہوں نے شجاع کو آتے دیکھ لیا تھا۔

"السلام علیکم چچی جان!" شجاع نے قریب آ کر انہیں سلام کیا اور سعدیہ کو دیکھ کر پوچھنے لگا "کیسی ہو؟"

"سخت ناراض....." سعدیہ نے کہا تو وہ تعجب سے اپنی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"مجھ سے.....؟"

"جی آپ سے....."

"کیوں بھئی.....؟"

"آپ وعدے کے مطابق فرحت کو لے کر نہیں آئے۔"

"میں گھر سے نہیں آ رہا ورنہ لے آتا ضرور... لیکن تاخیر اس اتوار کو لے آؤں گا وعدہ رہا۔" شجاع نے سعدیہ کی ناراضگی دور کرنے کی خاطر اسے یقین دلایا تبھی وہ ہنستی ہوئی آ گئی۔

"تم کچے جھوٹے ہو پتا نہیں سعدیہ تمہاری باتوں میں کیسے آ جاتی ہے؟"

"ثانیہ....." امی نے اسے تنبیہی نظروں سے گھورا۔

"یہ کیسے بات کر رہی ہو؟"

"جھوٹے کو جھوٹا کہہ رہی ہوں۔" اس پر ان کی تنبیہ کا کوئی اثر نہیں ہوا وہ ڈھٹائی سے ہنستی ہوئی بولی۔

"سعدیہ سے کہو گا تم چائے بہت اچھی بناتی ہو۔"

"تو اس میں جھوٹ کیا ہے میں واقعی چائے بہت اچھی بناتی ہوں۔" سعدیہ شجاع سے پہلے بول پڑی۔

کیونکہ جانتی تھی کہ یہی بات شجاع کے منہ سے سن کر ثانیہ یقین سے کہے گی کہ محض چائے پینے کی خاطر وہ اس کی تعریف کر رہا ہے۔

"صرف چائے نہیں سعدیہ تمام کھانے بہت اچھے بنا لیتی ہے۔" امی کہتی ہوئی اٹھ کر چلی گئیں حالانکہ انہوں نے سیدھے سادے انداز میں تعریف کی تھی لیکن اسے یوں لگا جیسے اس پر جتا گئی ہوں جب ہی اندر ہی اندر سلگ کر رہ گئی لیکن بظاہر شان سے بولی۔

"مجھے کچن کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"یہ کوئی قابل قبول تعریف کی بات تو نہیں ہے جو آپ اتنی شان سے بیان کر رہی ہیں بلکہ افسوس کا مقام ہے۔" شجاع کسی طرح بھی طنز کرنے سے باز نہیں رہ سکا۔

"تم تو ہو ہی کھوٹے۔" وہ نخوت سے سر جھٹک کر اٹھی اور کچن سے اخبار لے کر چھت پر چلی گئی آس پاس کی چھتوں پر بھی لڑکیاں ٹہلتی ہوئی نظر آ رہی تھیں لیکن اس کا اس وقت کسی سے بات کرنے کا موڈ نہیں تھا اس لیے فوراً تخت پر اخبار پھیلا کر بیٹھ گئی۔ شہ سرخیوں پر سرسری نظر ڈالنے کے بعد وہ پوری توجہ سے "ضرورت ہے" کے کالم دیکھنے لگی کو کہ ابھی بھی وہ اچھی جاب کر رہی تھی لیکن وہی بات کہ قناعت نہیں کر سکتی تھی دوسرے یکسانیت سے جلدی اکتا جاتی اور اب پتا نہیں وہ کیا چاہتی تھی۔

بہرحال اس کی ساری توجہ اخبار پر تھی جبھی شجاع کے آنے کا پتا نہیں چلا اور یہ اتفاق تھا کہ جہاں وہ نظریں جمائے بیٹھی تھی اس سے ذرا اوپر "ضرورت رشتہ" کا کالم تھا۔

"اس چکر میں مت پڑو یہ سب فراڈ ہوتے ہیں۔" شجاع کی آواز پر اس نے چونک کر سر اونچا کیا اور پیشانی پر بل ڈال کر پوچھنے لگی۔

"کیا فراڈ ہوتے ہیں؟"

"یہ جو تم رشتے دیکھ رہی ہو۔" شجاع کے دونوں ہاتھوں میں چائے کے مگ تھے ایک مگ اس نے وہیں رکھ دیا جہاں جلی حروف میں ضرورت رشتہ لکھا ہوا تھا اور وہ ایک دم ہی آپے سے باہر ہو گئی۔

"دماغ تو صحیح ہے تمہارا کیا سمجھا ہے تم نے مجھے یعنی اب میں اخبار میں اپنے لیے رشتے دیکھوں گی۔ ایسی گئی گزری نہیں ہوں شجاع احمد! میرے لیے ابھی بھی بہت لوگ دامن پھیلا کر آتے ہیں۔"

"مجھے پتا ہے۔" وہ آہستہ سے کہتا ہوا اس کے سامنے بیٹھ گیا اور چائے کا مگ ہٹا کر اسے متوجہ کر کے کہنے لگا۔ "کسی کے لیے ہی سہی ابھی تم یہ کالم دیکھ رہی تھیں کہ نہیں۔"

"جی نہیں میں یہ کالم دیکھ رہی تھی۔" وہ اس کے نیچے انگلی رکھ کر بولی تو وہ دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"خیریت جاب چھوڑ دی کیا تم نے؟"

"نہیں......"

"پھر کیا پارٹ ٹائم بھی کرو گی؟"

"جی نہیں' میں خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہوں۔"

"ویری گڈ۔" اس نے سراہ کر اس کا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کی اور کامیاب بھی ہو گیا۔

"پتا ہے شجاع میں چاہتی ہوں کہ مجھے کسی انگلش فرم میں جاب مل جائے ہینڈسم سیلری کے ساتھ دیگر تمام سہولیات ایمان سے مزہ آ جائے گا۔" بولتے ہوئے اس کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں وہ دیکھ کر مسکرا دیا۔

"کوششیں جاری رکھو مل جائے گی۔"

"بس تم دعا کرو۔"

"میری دعاؤں میں اثر ہوتا تو میں تمہیں یہاں بیٹھا نظر آتا۔" اس نے بظاہر ہلکے پھلکے انداز میں کہا اور وہ زور سے ہنسی۔

"پھر کہاں ہوتے؟"

"پتا نہیں۔" وہ ٹال گیا پھر گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔ "دیر ہو گئی چلنا چاہیے۔"

"کوئی اتنی دور نہیں جانا تمہیں' اطمینان سے جانا کھانا کھا کر۔ پتا ہے سعدیہ تمہاری فیورٹ ڈش بنا رہی ہے۔"

وہ اخبار رول کر کے ایک طرف رکھتے ہوئے بولی تو وہ شوق سے پوچھنے لگا۔

"کوفتے......" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"پھر تو رکنا پڑے گا۔" وہ دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر لیٹ گیا اور قدرے توقف سے کچھ ڈرتے ڈرتے بولا۔

"سنو...... سعدیہ سے تھوڑی گھرداری تم بھی سیکھ لو کام آئے گی۔"

"مجھے کوئی شوق نہیں۔" اس نے سخت بے زاری کا مظاہرہ کیا۔

"بات شوق کی نہیں ضرورت کی ہے کل کو شادی ہو کر سسرال جاؤ گی تو......"

"بس مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش مت کرو۔" وہ فوراً ٹوک کر کہنے لگی۔ "مجھے کسی ایرے غیرے سے شادی نہیں کرنی' میں ایسے گھر میں جاؤں گی جہاں ہر کام میرے ایک اشارے سے ہوگا۔"

"اللہ کرے تمہیں ایسا ہی گھر ملے پھر بھی میں کہوں گا خوابوں کے پیچھے اندھا دھند بھاگنے کے بجائے حقیقت پسند بنو۔" وہ اپنی نظریں دور آسمان پر بھٹکتی چھوڑ کر دھیرے سے بولا۔

"زندگی کی اصل خوشی اتنے بڑے بنگلے نوکر چاکر اور گاڑیوں سے حاصل نہیں ہوتی' میں یہ نہیں کہتا کہ خواب مت دیکھو ضرور دیکھو لیکن انہیں اس طرح خود پر طاری مت کرو زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔"

"بس یا اور کچھ......" وہ ایک لمحہ کو خاموش ہوا تھا کہ وہ بول پڑی۔ انداز سے ظاہر تھا کہ وہ اس کی باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دے رہی تب وہ گہری سانس کھینچ کر بولا۔

"اور کچھ نہیں۔"

"چلو پھر نیچے چلتے ہیں۔" وہ اس کی بے نیازی سے بری طرح ہرٹ ہوا تبھی اس کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔

"تم چلو میں آتا ہوں۔" اور وہ بڑے آرام سے کندھے اچکا کر سیڑھیاں اتر آئی۔

❁......❁......❁

پھر رات میں جب وہ صبح کے لیے اپنے کپڑے استری کرنے کھڑی ہوئی تو اس وقت شجاع کی باتوں کو سوچ کر اپنے آپ ہی ہنسنے لگی' سعدیہ نے حیران ہو کر اسے دیکھا پھر پوچھنے لگی۔

"کیا کوئی لطیفہ یاد آ گیا ہے؟"

"ہاں پورے چھ فٹ لمبا لطیفہ۔"

"کیا مطلب؟" سعدیہ بالکل نہیں سمجھی۔

"میں شجاع کی بات کر رہی ہوں۔" اس نے اسی طرح ہنستے ہوئے کہا تو سعدیہ منہ بنا کر بولی۔

"تمہارے مذاق اڑانے سے مجی بھائی کی پرسنلٹی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"مجھے تم سے پورا اتفاق ہے چکنے گھڑے پر کیا اثر ہو سکتا ہے بھلا۔" اس نے مزید شجاع کو چکنے گھڑے کا خطاب بھی دے ڈالا تو سعدیہ جل کر بولی۔

"میں سمجھ گئی یقیناً مجی بھائی نے تمہیں کوئی اچھی بات سمجھانے کی کوشش کی ہوگی۔"

"ہاں میں تو نا سمجھ نادان پاگل ہوں ناں۔"

"خیر یہ تو نہیں کہا میں نے۔" اس کے ایک دم بگڑنے پر سعدیہ کچھ خائف سی ہو گئی۔

"لیکن یہ تو یقین سے کہا ہے ناں کہ شجاع نے مجھے کوئی اچھی بات سمجھانے کی کوشش کی ہوگی' ابھی بات کی وضاحت کرو۔" وہ استری چھوڑ کر سعدیہ کے سر پہ آ کھڑی ہوئی' خاصا جارحانہ انداز تھا۔

"مجھے نہیں پتا۔" سعدیہ نے ناگواری سے کہہ کر منہ موڑ لیا۔

"پھر کیا کہوں؟"

"غلطی ہو گئی بابا معاف کر دو۔" سعدیہ نے جان چھڑانے کو ہاتھ جوڑ دیے تو نخوت سے سر جھٹک کر بولی۔

"معاف کر دو' بڑی آئیں مجی کی چمچی۔" پھر استری کرنے تک وہ مسلسل بڑبڑاتی رہی' اس کے بعد یہ خیال کیے بغیر کہ سعدیہ پڑھ رہی ہے' لائٹ آف کر کے لیٹ گئی۔

❁......❁......❁

چھٹی کے دن شجاع حسب وعدہ فرح کو لے آیا تو وہ اسی وقت سر درد کا بہانہ کر کے لیٹ گئی صرف اس لیے کہ سعدیہ تو فرح کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو جائے گی اور امی زبردستی کچن کا کام اس سے کروائیں گی۔ ایسے موقعوں پر وہ یہی کیا کرتی تھی' سعدیہ اور امی جانتی تھیں لیکن اب انہیں سب کے سامنے تو کہنا اچھا نہیں لگتا تھا البتہ عرفان باز نہیں آتا تھا اس وقت بھی وہ شجاع کو لیے ہوئے اس کے کمرے میں آ گیا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"دیکھیے شجاع بھائی! آپ کی اور فرح کی آمد کا سنتے ہی اسے بخار چڑھ گیا۔"

"بکواس مت کرو میرے سر میں صبح سے ہی درد ہے۔" وہ عرفان کی بدتمیزی پر تلملا کر بولی پھر انجان بن کر شجاع سے پوچھنے لگی۔ "فرح بھی آئی ہے کیا؟"

"جناب میں بھی آئی ہوں اور آتے ہی یہ خبر سننے کو ملی ہے کہ تمہاری طبیعت ناساز ہے۔" فرح نے اندر آتے ہوئے کہا تو عرفان فوراً بولا۔

"یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہے' دیکھ لو اپنی آنکھوں سے کیسی ہشاش بشاش نظر آ رہی ہے۔" غصے کے باعث اس کا چہرہ سرخ ہو گیا' بس نہیں چل رہا تھا عرفان کو دھکا دے کر کمرے سے نکال دے اور شجاع اس کی کیفیت بھانپ کر عرفان کو سرزنش کرنے لگا۔

"بری بات عرفان! اتنا' یہ تمہاری بڑی بہن ہے' تمہیں اس کی عزت کرنی چاہیے۔"

"ہونہہ یہ کرے گا عزت۔" وہ نخوت سے کہتی ہوئی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ایمان سے شجاع بھائی میں چاہتا ہوں کہ اس سے آپ جناب سے بات کروں لیکن یہ......"

"عرفان......!" وہ مزید ضبط نہیں کر سکی' چیخ کر بولی۔

"تم فوراً میرے کمرے سے نکل جاؤ ورنہ میں ابو سے تمہاری شکایت کرتی ہوں۔"

"دیکھ لیں یہ ہیں باجی ثانیہ! واقعی اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔" عرفان جلدی سے کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔

"بہت ہی بدتمیز ہے۔" پھر ان دونوں کو دیکھ کر کہنے لگی۔ "تم لوگ کھڑے کیوں ہو بیٹھو نا۔ آؤ فرح تم میرے پاس آجاؤ۔"

"میں پہلے چچا جان سے مل لوں۔" شجاع بھی کمرے سے نکل گیا تب وہ تفصیل سے فرح کو اپنی طبیعت کی خرابی کا بتانے لگی۔

"حالانکہ صبح میں بالکل ٹھیک ٹھاک تھی' سب کے ساتھ ناشتا کیا اس کے بعد میرا ارادہ گھر کی صفائی کرنے کا تھا لیکن اچانک سر میں درد شروع ہوگیا' ابھی ٹیبلٹ لے کر لیٹی تھی۔"

"پھر تو ہم نے تمہیں ڈسٹرب کیا۔" فرح یوں شرمندہ ہو کر بولی جیسے واقعی اس سے کوئی بہت بڑی غلطی ہوگئی ہو۔

"نہیں نہیں تمہارے آنے سے میں بالکل ڈسٹرب نہیں ہوئی بلکہ مجھے خوشی ہو رہی ہے۔ روز شجاع سے کہتی ہوں تمہیں لے کر آئے۔" اس نے کہا تو فرح اچھل پڑی۔

"ہائیں شجاع بھائی روز یہاں آتے ہیں۔"

"تقریباً...... اصل میں آفس سے دو اس کو پہلے ہمارا گھر آتا ہے اس لیے وہ یہاں سے ہو کر جاتا ہے۔" اس نے بہت سرسری انداز میں بتایا جیسے شجاع کی آمد اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور فرح نے خاص طور سے اس بات کو نوٹ کیا' تب ہی موضوع بدلتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"تمہاری جاب کیسی جا رہی ہے؟"

"فرسٹ کلاس۔" حالانکہ خود مطمئن نہیں تھی پھر بھی اترا کر بولی' تب ہی سعدیہ چائے لے کر آگئی اور چائے پینے تک وہاں بیٹھی اس کے بعد یہ کہتی ہوئی اٹھی کہ وہ اب دوپہر کا کھانا پکائے گی۔ فرح سے اس نے پوچھا کہ وہ اگر کوئی خاص چیز کھانا چاہے بتادے۔

"میں مہمان نہیں ہوں جو تم خاص طور سے ہمارے لیے اہتمام کرو گی' چلو میں بھی تمہارے ساتھ چل رہی ہوں۔"

سعدیہ نے بہت منع کیا لیکن فرح اس کے ساتھ ہی کچن میں چلی آئی اس پر بھی اسے احساس نہیں ہوا بلکہ بڑے آرام سے دوبارہ لیٹ گئی اور کچھ دیر بعد سو بھی گئی۔

پھر دوپہر کے کھانے پر پتا نہیں کسی نے اسے اٹھایا نہیں یا وہ اٹھانے سے ہی نہیں اٹھی' بہرحال جب خود سے اٹھی تو چار بج رہے تھے اور گھر میں ایک دم سناٹا تھا۔ کچھ دیر تک وہ اسی طرح لیٹی کوئی آواز سننے کی کوشش کرتی رہی اور پھر اٹھ کر پہلے منہ ہاتھ دھویا اس کے بعد کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم کا رخ کیا۔ اس کا خیال تھا سب وہیں موجود ہوں گے لیکن کوئی بھی نہیں تھا وہ کچھ متعجب ہوئی اور اپنے آپ سوچتی قیاس کرتی ہوئی کچن میں آ گرانے لیے کھانا ... اور چائے کا پانی ... چولہے پر رکھ کر وہیں کھڑی ہو کر کھانا کھانے لگی گو کہ سعدیہ نے کھانے میں اہتمام کیا تھا لیکن اس نے پلیٹ میں تھوڑا سا سالن اور ہاتھ میں آدھی روٹی لے لی تھی اور وہ بھی اس سے کھائی نہیں جا رہی تھی' تب اسے سب کے ساتھ اور اکیلے کھانے کا فرق تو سمجھ میں آیا لیکن اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بجائے سب گھر والوں پر غصہ آنے لگا کہ کسی نے اسے اٹھایا کیوں نہیں۔ بڑی مشکل سے ہاتھ میں دبی روٹی ختم کی پھر مگ میں چائے ڈال کر لاؤنج میں آ بیٹھی' کچھ دیر بعد امی اپنے کمرے سے نکلیں تو انہیں دیکھتے ہی وہ پوچھنے لگی۔

"سعدیہ کہاں ہے امی؟"

"یہ سب لوگ شاید کلفٹن گئے ہیں۔" امی کہنے لگیں۔ "تم بے وقت سو گئیں ورنہ ان کے ساتھ چلی جاتیں میں نے کہا بھی تھا سعدیہ سے کہ تمہیں اٹھا دے۔"

"نہیں اچھا ہوا مجھے نہیں اٹھایا۔" وہ حقیقتاً بری طرح تلملا گئی تھی لیکن ظاہر یوں کیا جیسے اسے جانا ہی نہیں تھا۔

"کھانا کھا لیا تم نے؟"

"جی آپ چائے پئیں گی؟"

"ابھی نہیں یہ لوگ آجائیں پھر بنا دینا۔" امی اگر اپنے لیے کہتیں تو وہ بنا دیتی لیکن ان سب کے لیے چائے

بنانے کا کہہ کر تو امی نے گویا اس کے غصہ کو ہوا دے دی' بمشکل ضبط کرتی ہوئی اٹھی اور چائے کا خالی مگ کچن میں رکھ کر پھر اپنے کمرے میں آ گئی۔

❁.....❁.....❁

شام ڈھل چکی تھی اور رات کی سیاہی دھیرے دھیرے پر پھیلا رہی تھی تب ان چاروں کی واپسی ہوئی' ایک دم سے خاموش فضا میں ہلچل مچ گئی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ سیدھے اسی کے پاس آئیں گے اور یقیناً اپنی تفریح کے مزے لے لے کر بیان کریں گے اس لیے ان کی آوازیں سنتے ہی وہ فوراً اٹھی اور استری کا پلگ لگا کر خود کو بہت مگن و مصروف ظاہر کرنے لگی۔

"ثانیہ کہاں ہے؟" اسے فرح کی آواز سنائی دی اور امی کے بتانے پر عرفان چیخا تھا۔

"ہائیں! ابھی تک سو رہی ہے۔" امی نے پتا نہیں کیا کہا اس کے بعد وہ چاروں اس کے کمرے میں چلے آئے اور اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا وہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

"اتنی جلدی آ گئے تم لوگ۔"

"دل تو نہیں چاہ رہا تھا آنے کو ایمان سے کیا سماں تھا اتنا مزہ آیا اور شجاع بھائی نے تو آ[illegible] تم خان کی قبر پر لات ماردی۔ گول گپے' آئس کریم' فروٹ چاٹ پھر فرائی مچھلی اور......" عرفان ایک ہی سانس میں اتنی ساری چیزوں کے نام گنوانے کے بعد کچھ تھکے تھکے انداز میں بیڈ پر گرتا ہوا بولا۔ "بس ایک چائے نہیں پی وہ تم پلا دو۔"

"مجھ سے کہہ رہے ہو؟" وہ قصداً چونک کر پوچھنے لگی۔

"جی اتنی دیر سے میں آپ ہی سے مخاطب ہوں۔"

عرفان اس کے انجان بننے پر جل کر بولا۔

"اچھا میں نے سنا نہیں کیا کہہ رہے تھے تم؟"

"اب میں دوبارہ اتنی چیزوں کے نام گنوانے سے رہا' بس تم چائے پلوا دو۔"

"سوری میں اپنا کام نہیں چھوڑ سکتی تمہیں اگر چائے ضرور پینی ہے تو خود جا کر بنا لو۔" وہ صاف انکار کر کے اپنی استری شدہ شرٹ ہینگ کرنے لگی پھر اسے الماری میں لٹکا کر پلٹی تو باری باری فرح' سعدیہ اور شجاع کو دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"تم لوگ خاموش کیوں بیٹھے ہو؟"

"بہت تھک گئے۔" فرح نے کہا تو وہ بے اختیار بولی۔

"اسی لیے تو میں نہیں گئی۔"

"ہاہاہا......" عرفان بہت زور سے ہنسا۔ "یوں کہہ رہی ہے جیسے ہم نے اس کی بہت خوشامد کی تھی۔"

"ہم ضرور اصرار کرتے اگر یہ سو نہ رہی ہوتی۔" شجاع نے اس کی سائیڈ لی لیکن وہ اس پر بھی جتا کر بولی۔

"میں سو[illegible] اسی لیے تھی کہ میں نے تم لوگوں کا پروگرام سن لیا تھا۔"

"پھر تو تمہیں چلنا چاہیے تھا۔" شجاع نے جیسے اس کی بات کا یقین نہ کیا' ابھی امی چائے لے کر آ گئیں تو سعدیہ [illegible] ہو کر بولی۔

"آپ نے کیوں بنائی امی! میں آ رہی تھی۔"

"کوئی بات نہیں بیٹا ویسے تو میرا خیال تھا پہلے تم لوگ کھانا کھا لیتے لیکن ابھی روٹی پکانی باقی ہے۔"

"کھانے کی گنجائش بالکل نہیں ہے اور چچی جان ہمارے لیے روٹی پکایئے گا بھی نہیں۔" شجاع نے منع کرتے ہوئے فرح کو چلنے کا اشارہ بھی کیا۔

"کیوں بیٹا؟"

"بس چچی جان اب ہم چلیں گے امی انتظار کر رہی ہوں گی۔"

"کوئی فکر کی بات نہیں ہے اپنے ہی گھر آئے ہو کھانا کھا کر جانا۔" امی کہتی ہوئی چلی گئیں تو اس بار سعدیہ اسے ٹوکے بغیر نہ رہ سکی۔

"ثانیہ! استری بعد میں کر لینا' دیکھو امی اب روٹی پکانے کھڑی ہو جائیں گی۔" اس نے خاموشی سے پلگ نکالا اور کمرے سے نکل آئی۔

پھر جب کھانے کے بعد شجاع فرح کو لے کر چلا

گیا تب وہ ابو کے سامنے عرفان کی شکایات کا دفتر کھول کر بیٹھ گئی۔

"بہت بدتمیزی کرتا ہے' ہر وقت میرا تمسخر اڑاتا ہے' خاص طور سے دوسروں کے سامنے تو ضرور میری بے عزتی کرتا ہے۔"

ابو نے عرفان کو بہت ڈانٹا وہ بے چارہ احتجاج کرتا رہ گیا کہ ثانیہ اپنے آپ کو نہیں دیکھتی لیکن اس کی سنوائی نہیں ہوئی اور وہ ایک طرح سے بدلہ لے کر بہت خوش اپنے کمرے میں آئی اور سعدیہ کو سنا کر بولی۔

"اب بھی مجھ سے بدتمیزی کر کے دیکھے۔" سعدیہ نے کوئی توجہ نہیں دی بیڈ کی چادر ٹھیک کرنے میں لگی رہی پھر اسی خاموشی سے اپنی جگہ پر لیٹ گئی تو وہ کچھ تعجب سے پوچھنے لگی۔

"اتنی جلدی سو رہی ہو؟"

"ہاں تھک گئی ہوں ویسے اتنی جلدی بھی نہیں ہے ساڑھے دس ہو رہے ہیں اور پلیز اگر تمہیں کوئی کام نہیں کرنا تو لائٹ بند کردو۔" سعدیہ نے آنکھوں پر بازو رکھتے ہوئے کہا تو کچھ دیر کھڑی غالباً کام سوچتی رہی پھر لائٹ آف کر کے لیٹ گئی۔

سارا دن سوئی تھی اب اتنی جلدی نیند [illegible] نہیں تھا' کچھ دیر تک اندھیرے میں [illegible] رہی پھر سعدیہ کو ہلا کر بولی۔

"سنو مجھے تو ابھی نیند نہیں آئے گی۔"

"ظاہر ہے سارا دن سوئی جو ہو۔" سعدیہ نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر اسے دیکھنے کی کوشش کی۔

"پھر اب کیا کروں؟"

"کوئی کتاب پڑھ لو۔"

"اوں ہوں پڑھنے وڑھنے کا موڈ نہیں ہے۔" اسے سعدیہ کا مشورہ پسند نہیں آیا منہ بنا کر بولی تو سعدیہ نے خاموشی اختیار کرلی یوں بھی اسے نیند آ رہی تھی قدرے توقف سے وہ پھر پوچھنے لگی۔

"صبح کالج جاؤ گی؟"

"ہاں اور کل تو میرا ٹیسٹ بھی ہے۔"

"لیکن تم نے تیاری تو کی نہیں سارا دن گھومنے میں گزار دیا اور ابھی بھی سو رہی ہو۔"

"صبح دیکھ لوں گی۔" سعدیہ سمجھ گئی کہ جب تک اسے خود کو نیند نہیں آئے گی اسے بھی نہیں سونے دے گی۔ اس لیے ایک انگڑائی لے کر اس نے پہلے خود کو پوری طرح بیدار کیا اور پھر اس کی طرف کروٹ لے کر بولی۔

"ایک بات کہوں ثانیہ برا تو نہیں مانو گی۔"

"کہو......" خلاف عادت اس نے کوئی سوال نہیں اٹھایا اور فوراً اسے کہنے کی اجازت دے دی تب بھی سعدیہ کچھ رک کر بولی۔

"مجھے لگتا ہے کہ شجاع بھائی تمہیں پسند کرتے ہیں۔"

"مجھے...... [illegible]...... مجھے نہیں وہ تمہیں پسند کرتے ہیں ہر وقت تمہاری تعریف کرتا رہتا ہے۔"

"[illegible] میرے کام کی تعریف کرتے ہیں جبکہ تمہیں چاہتے [illegible]۔" سعدیہ نے تصحیح کرتے ہوئے کہا تو [illegible] کے ساتھ بولی۔

"[illegible] ہے' کچھ کہا اس نے تم سے؟"

"نہیں میں نے خود اندازہ لگایا ہے پہلے کئی بار مجھے شبہ ہوا اور آج تو یقین آ گیا۔" سعدیہ نے اس کا طنز محسوس نہیں کیا تھا جبھی خوش ہو کر بولی۔

"کیوں آج کیا ہوا؟" اس نے پوچھا تو سعدیہ اسی طرح خوش ہو کر بتانے لگی۔

"آج جب ہم کلفٹن جا رہے تھے تو شجاع بھائی کی شدید خواہش تھی کہ تم بھی ساتھ چلو بلکہ تمہارے بغیر تو وہ جانے پر آمادہ ہی نہیں ہو رہے تھے۔ کئی بار مجھ سے کہا کہ تمہیں اٹھا دوں لیکن ہر بار عرفان نے سخت مخالفت کی پھر وہاں جا کر بھی وہ بہت بور ہوئے الگ تھلگ بیٹھے رہے اور دو تین بار کہہ بھی گئے کہ اگر تم ساتھ ہوتیں تو اچھا لگتا۔ ایسے میں ان کی آنکھوں میں تمہارے لیے میں نے ان گنت جذبوں کے رنگ دیکھے تو مجھے بہت اچھا لگا' خوشی ہوئی ایمان سے ثانیہ! کتنا اچھا ہو جو شجاع بھائی اور تم......"

"شٹ اپ......" وہ انتہائی ناگواری سے ٹوک کر بولی۔ "کبھی ایسا سوچنا بھی مت۔"

"کیوں کیا برائی ہے اس میں؟" سعدیہ کا سارا جوش سرد پڑ گیا۔

"برائی یہ ہے کہ وہ مجھے کچھ بھی نہیں دے سکتا جبکہ مجھے بہت کچھ چاہیے۔" اس کا تنفر سعدیہ کو سخت ناگوار گزرا۔

"خیر یہ تو نہ کہو کہ وہ تمہیں کچھ نہیں دے سکتے اگر تم اپنے دماغ کو ساتویں آسمان سے نیچے اتار کر سوچو تو تمہیں شجاع بھائی کے پاس وہ سب کچھ نظر آئے گا جس کی کوئی بھی لڑکی تمنا کرسکتی ہے۔"

"میں کیوں نیچے اتروں جسے میری تمنا ہے اسے میری سوچ تک آنا ہوگا اور میں سمجھتی ہوں شجاع تو کبھی بھی اتنی اونچائی تک نہیں پہنچ سکتا۔" وہ اتنی ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی سے بولی کہ سعدیہ کو دل چاہا پہلے اسے اپنے گریبان میں جھانکنے کو کہے لیکن نامناسب خیال کرتی ہوئی خاموش ہو رہی۔

"میرا خیال ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ شجاع بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ میں کیا چاہتی ہوں اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اس جیسے کتنے لوگوں کو میں ریجیکٹ کرچکی ہوں۔ سمجھیں۔" سعدیہ نے کوئی جواب [illegible] تو وہ اس کا کندھا ہلا کر بولی۔

"سوگئیں......؟"

"ہوں......" سعدیہ نے قصداً ایسی آواز نکالی جیسے سورہی ہو پھر کروٹ ہی بدل لی تو نئے سرے سے اس کی باتوں پر غور کرنے کے بعد گزرے ماہ وسال پر نظر ڈالنے لگی لیکن اسے کوئی ایسا لمحہ یاد نہ آیا جب اس نے شجاع کو اپنی طرف مائل محسوس کیا ہو تب اس نے سوچا سعدیہ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے اور اگر نہیں تو شجاع کی پیش رفت سے پہلے وہ اس پر اس کی حیثیت واضح کردے گی گویا اس کے نزدیک محبت وچاہت کی کوئی اہمیت نہیں تھی دوسرے لفظوں میں اسے مادہ پرست کہا جاسکتا تھا۔

❁......❁......❁

اس وقت اس کا کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا کیونکہ اچانک ابر چھا جانے سے موسم بہت خوشگوار ہوگیا تھا اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ چھٹی لے کر گھر چلی جائے۔ کچھ دیر بعد اس نے فائلیں سمیٹ کر ایک طرف رکھ دیں اور باس کے کمرے میں جانے کا سوچ ہی رہی تھی کہ شجاع کا فون آگیا اس کی آواز سنتے ہی کہنے لگا۔

"ثانیہ ذرا باہر نظر ڈالو کیا غضب کا موسم ہے۔"

"ہاں دیکھ رہی ہوں۔"

"پھر کیا پروگرام ہے؟" شجاع نے پرشوق انداز سے پوچھا۔

"سوچ رہی ہوں چھٹی لے کر گھر چلی جاؤں۔"

"گھر جا کر کیا کرو گی؟"

"پھر......"

"ایسا کرو چھٹی لے کر باہر نکلو میں آ رہا ہوں پھر ساحل پر چلتے ہیں۔" [illegible] کہا تو وہ خوش ہو کر چہکی۔

"ٹھیک......"

پھر صبرا کر فون رکھ دیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی [illegible] سے کوئی متوجہ نہیں تھا۔ تب اٹھ کر باس کے کمرے میں گئی اور ان سے چھٹی لے کر باہر نکل آئی تقریباً پندرہ منٹ کے انتظار کے بعد اسے شجاع کی بائیک نظر آئی اور جیسے ہی اس نے قریب آکر بائیک روکی وہ اُچک کر اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔

"مجھے آنے میں زیادہ دیر تو نہیں ہوئی؟" شجاع نے بائیک آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا تو وہ بے پروائی سے بولی۔

"پتا نہیں میں خود بھی آفس سے نکلی ہوں۔"

"تھینکس گاڈ ورنہ میں ڈر رہا تھا کہ کہیں تم ناراض نہ ہو جاؤ۔"

"اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض نہیں ہوتی۔"

"مجھے پتا ہے۔" وہ جتا کر ہنسا اور اسپیڈ بڑھا دی۔

ساحل پر کافی رونق تھی غالباً ویک اینڈ کے باعث وہ بس دور ہی سے سمندر کا نظارہ کرتی رہی۔ شجاع نے

بہت کہا تھوڑی دور گیلی ریت پر چلو لیکن وہ تیار نہیں ہوئی۔ پتا نہیں کس موڈ میں تھی سی ویو پر بنے ریسٹورانٹ میں سنگی بینچ پر پیر سمیٹ کر بیٹھ گئی مجبوراً اسے بھی بیٹھنا پڑا ورنہ چاہتا تھا اس کے ساتھ لہروں کا تعاقب کرتا ہوا بہت دور نکل جائے۔

"اچھا لگ رہا ہے ناں۔" وہ اسے محو دیکھ کر پوچھنے لگا اور وہ چونک کر بولی۔

"کیا.....؟"

"میرا ساتھ۔" شریر مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا تو پہلے اس نے کچھ حیران ہو کر دیکھا پھر یقین سے بولی۔

"میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں بلکہ میں تو سرے سے یہاں ہوں ہی نہیں۔"

"پھر.....؟"

"میں اپنی ہی دنیا میں بھٹک رہی ہوں جہاں سارے خوب صورت موسم ایک ساتھ اترتے ہیں اور وسیع لان میں میں تتلی کی مانند اڑتی پھر رہی ہوں۔" وہ لہروں کو دیکھتی ہوئی پھر اپنے خیال میں کھو کر بولی۔

"سنو تمہاری دنیا میں کہیں میں بھی ہوں.....؟" وہ بڑی آس سے پوچھنے لگا اور وہ بڑی بے رحمی سے اس کی آس توڑ گئی۔

"نہیں....."

"کیوں خود پر ظلم کر رہی ہو جانیہ! جو تم سوچتی ہو وہ تمہیں نہیں مل سکتا۔" وہ اس کی بے دردی پر سلگ کر چیخا۔

"کیوں..... کیوں نہیں مل سکتا۔ میری خواہشیں انہونی تو نہیں ہیں۔" وہ تنک کر بولی۔

"انہونی بے شک نہیں ہیں لیکن ان خواہشوں نے تمہیں اتنا خود غرض بنا دیا ہے کہ تمہیں کسی کا احساس ہی نہیں رہا۔ بنگلہ گاڑیاں نوکر چاکر دولت کی فراوانی کیا یہ سب میری محبت سے زیادہ اہم ہے۔"

"محبت....." وہ طنزیہ ہنسی۔ "تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟"

"ہاں اور بہت بڑے دعوے نہیں کروں گا لیکن تمہیں خوشیوں سے بھرپور زندگی دینے کا وعدہ کر سکتا ہوں۔"

"خوشیوں سے بھرپور....." اس کا انداز ہنوز تھا۔

"نہیں شجاع! میرا خیال ہے تم میری ایک خوشی بھی پوری نہیں کر سکتے اور میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ میرا خیال چھوڑ دو کیونکہ ہمارے راستے بالکل الگ ہیں۔"

"راستے الگ نہیں ہیں جانیہ تم نے....."

"بس مجھے قائل کرنے کی کوشش مت کرو۔" وہ ٹوکتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور جیسے ہی مڑی سگریٹ کے بے تحاشا دھوئیں نے اس کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر دیں۔

"لاحول ولا....." وہ بے حد جھنجلائی اور سانس روک کر آگے آئی تو سگریٹ پینے والے کو باقاعدہ گالیاں دینے لگی۔

"کیا ہوا.....؟" شجاع کی سمجھ میں نہیں آیا وہ کس پر برہم ہو رہی ہے۔

"ارے ان سا تمیز نہیں ہے راستے میں دھواں چھوڑتے ہیں۔ وہ تو اچھا ہوا میں نے سانس روک لیا۔" وہ ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑتی ہوئی بولی تو شجاع نے پلٹ کر پیچھے دیکھا پھر اسے لے کر وہاں سے نکل آیا۔

"آئس کریم کھاؤ گی؟"

"نہیں بس اب گھر چلو سعدیہ کے ہاتھ کی چائے پئیں گے۔" وہ اپنی بات پر خود ہی ہنسی پھر اس کے پیچھے بائیک پر بیٹھی تو قریب کھڑی گاڑی کو دیکھ کر کہنے لگی۔ "کیا شاندار گاڑی ہے۔"

شجاع نے ایک جھٹکے سے بائیک آگے بڑھا دی تو وہ زور سے ہنس پڑی اور کچھ دیر بعد اسی گاڑی کو آگے دیکھ کر اسے چڑانے کی خاطر کہنے لگی۔

"سنو میں خوابوں کے پیچھے نہیں بھاگ رہی بلکہ خواب میرے تعاقب میں چلے آ رہے ہیں۔" وہ پہلے سمجھا نہیں مرر میں گاڑی پر نظر پڑی تو تاسف سے بولا۔

"یہ ہیں تمہارے خواب..... خوابوں کی ایک جھلک۔" وہ اس کے کندھے کے اوپر سے مرر میں دیکھ رہی

تھی مسکرا کر بولی تو اس نے یہ سوچ کر بائیک کی اسپیڈ کم کردی کہ گاڑی آگے نکل جائے گی تب وہ اس کے پیچھے بائیک دوڑاتا ہوا کہے گا کہ اب تم خوابوں کے پیچھے بھاگ رہی ہو لیکن گاڑی والا جانے کس موڈ میں تھا اس کی اسپیڈ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور وہ جتنا اندر ہی اندر جھنجلا رہا تھا وہ اسی قدر محظوظ ہو رہی تھی۔

❁.....❁.....❁

رات میں اس نے مزے لے کر سعدیہ کو یہ واقعہ سنایا اور شجاع کی خجالت بتاتے ہوئے ہنستے ہنستے اس کی آنکھوں میں پانی آ گیا آخر میں کہنے لگی۔

"بے چارا سارا وقت گاڑی کو راستہ دینے میں لگا رہا لیکن گاڑی والے نے بھی جیسے اس کے ساتھ ضد باندھ لی تھی۔"

"ہوگا کوئی لوفر۔" سعدیہ کو اس کا شجاع پر ہنسنا بالکل اچھا نہیں لگا جبھی بے نیازی سے کہہ کر بات ختم کرنی چاہی۔

"لوفر ہو یا کوئی بھی میں بہر حال اس کی ممنون ہوں۔"

"ممنون......" سعدیہ نے اسے تاسف سے دیکھا پھر بھی وہ دھڑلے سے بولی۔

"بالکل ورنہ اس وقت میرے سر پر سوار ہو رہا ہوتا اور اس وقت تم بھی اس کے ساتھ مل جاتیں۔" یہ غلط نہیں کہہ رہی تھی جبھی سعدیہ نے خاموشی اختیار کرلی۔

❁.....❁.....❁

پھر زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ اس روز آفس سے واپسی پر جب وہ بس کے انتظار میں کھڑی تھی وہی گاڑی اس کے قریب آن رکی۔ اس نے پہلے شوق سے دیکھا پھر کچھ ٹھٹک کر پیچھے ہٹنا چاہتی تھی کہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص نے اس کی طرف کا دروازہ کھول دیا اور جھک کر اسے دیکھتا ہوا بولا۔

"آیئے میں آپ کو ڈراپ کردوں۔" وہ ان سنی کر کے دوسری طرف دیکھنے لگی تب وہ اتر کر اس کے پاس آ گیا۔

"میں آپ سے مخاطب ہوں مس ثانیہ!"

"جی......" وہ اچھل پڑی۔ "آپ کو میرا نام کیسے معلوم؟"

"صرف نام میں پورا بائیو ڈیٹا بتا سکتا ہوں۔" اس کے یقین سے کہنے پر وہ جز بز ہو کر بولی۔

"لیکن میں آپ کو نہیں جانتی۔"

"میں فراز علی ہوں۔" باقی تفصیل راستے میں۔ وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ وہ اس کا اشارہ نظر انداز کر کے اپنے ذہن کو کھنگالنے میں لگ گئی یہ نام کہیں نہیں تھا نہ ہی اس کی صورت جانی پہچانی تھی وہ الجھنے لگی کہ آخر وہ اسے کیونکر جانتا ہے۔

"دیکھیں سب لوگ متوجہ ہو رہے ہیں راستے میں آرام سے میرے بارے میں سوچتی رہیے گا۔" وہ اسے الجھتے دیکھ کر جلدی سے بولا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے آپ کے بارے میں سوچنے کی۔" وہ پیشانی پر بل ڈال کر بولی۔

"چلیں یہ کام بھی میں کرلوں گا آپ بیٹھیں تو......"

اس نے کہا تو وہ کشمکش و پیچ میں مبتلا ہو کر گاڑی کو دیکھنے لگی سامنے کھڑی مرسڈیز میں بڑی کشش تھی اس کے لیے پھر بھی وہ خاصی محتاط کھڑی تھی تب وہ جیسے زچ ہو کر بولا۔

"آپ بے شک میرا اعتبار نہ کریں اپنے آپ پر تو اعتبار ہونا چاہیے آپ کو۔" وہ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی بیٹھ گئی اور جیسے ہی اس نے گاڑی بڑھائی تو وہ پوچھنے لگی۔

"آپ کیسے جانتے ہیں مجھے؟"

"اس فرم میں جہاں آپ جاب کرتی ہیں میرے شیئرز ہیں اور عنقریب ہم شراکت سے ایک نیا پروجیکٹ شروع کرنے والے ہیں اس سلسلے میں میرا اکثر یہاں آنا ہوتا ہے۔" اس نے بتایا تو وہ حیران ہو کر بولی۔

"لیکن میں نے تو کبھی آپ کو آفس آتے جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

"اس میں قصور کس کا ہوا میرا؟" وہ اسے دیکھ کر دلکشی

سے مسکرایا پھر آہ بھر کر کہنے لگا۔

"ہاہاہا..... میں تو اب تک خاصا خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ آپ میری منتظر رہتی ہوں گی لیکن آپ نے تو سرے سے مجھے قابل اعتبار ہی نہیں سمجھا یعنی اس قدر گیا گزرا ہوں میں۔"

"نہیں خیر اتنے....." وہ فوراً نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر شیشے سے باہر دیکھنے لگی گاڑی جانے کن راستوں پر دوڑ رہی تھی اسے جب احساس ہوا تو فوراً پوچھنے لگی۔

"یہ آپ کہاں جارہے ہیں؟"

"آپ کو کہاں جانا ہے؟" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگا وہ جتا کر بولی۔

"کیوں آپ کو نہیں معلوم آپ تو میرا سارا بائیو ڈیٹا جانتے ہیں۔" وہ محظوظ سے انداز میں اثبات میں سر ہلا کر ذرا سا ہنسا پھر کہنے لگا۔

"بہت ذہین ہیں آپ بہرحال مجھے اپنے گھر میں بس دو منٹ کا کام ہے اس کے بعد میں آپ کو ڈراپ کردوں گا۔" پھر اسے دیکھ کر پوچھنے لگا۔ "آپ کو جلدی تو نہیں ہے؟"

"نہیں....." وہ خوب صورت اور وسیع رقبوں پر بنے بنگلوں کو اشتیاق سے دیکھتی ہوئی بولی اور جس بنگلے کے سامنے اس نے گاڑی روکی اسے دیکھ کر تو اس کا سانس رکنے لگا۔

"بس دو منٹ....." وہ کہتا ہوا اتر کر اندر گیا تو اس کے پیچھے سے کھلے گیٹ سے اندر نظریں دوڑاتے ہوئے اسے لگا جیسے قسمت کی دیوی اس پر مہربان ہوگئی ہے۔ یہی اس کی منزل ہے اس کے خوابوں کی تعبیر..... وہ اس قدر مگن تھی کہ اس کے آنے کا پتا ہی نہیں چلا اس کی آواز پر چونکی۔

وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔

"سوری دو سے چار منٹ ہوگئے۔" وہ کچھ نہ بولی اور پہلی بار اسے غور سے دیکھا اس کے بعد جانے کن سوچوں میں گم ہوگئی تھی۔

❀.....❀.....❀

تیسری ملاقات میں ہی جب فراز علی نے اسے پرپوز کیا تو وہ خود کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھنے لگی پھر بھی اس کے سامنے بہت ضبط کا مظاہرہ کرگئی یعنی کوئی خاص تاثر نہیں دیا لیکن گھر آتے ہی سعدیہ کو کندھوں سے تھام کر پہلے دو تین چکر دیئے پھر دونوں بازو دائیں بائیں پھیلا کر بولی۔

"سب کچھ میری جھولی میں آن گرا ہے خود بخود۔" سعدیہ نے خود کو سنبھال کر اسے دیکھا خوشی سے دمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ وہ گردن اکڑائے کھڑی تھی۔

"سب کچھ کی وضاحت کروگی؟" سعدیہ نے بغیر دلچسپی لیے کہا۔

"وہ ہی سب کچھ جو میں نے چاہا بنگلہ گاڑی نوکر چاکر وغیرہ وغیرہ....." اس کے شاہانہ انداز پر سعدیہ قصداً انجان بن کر بولی۔

"تمہاری جھولی میں کیسے سما سکتا ہے۔"

"پاگل ہو تم....." وہ چڑ گئی۔ "اتنا بھی نہیں سمجھتیں کہ میرا کہنے کا مطلب کیا ہے؟"

"کیا..... کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"یعنی یہ سب کچھ مجھے حاصل ہو رہا ہے بغیر کسی تردد کے وہ امیر کبیر شخص فراز علی ہے ناں اس نے مجھے پرپوز کیا ہے۔" اس نے بتا کر یوں سعدیہ کو دیکھا جیسے خود اس نے کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا ہو اور اب داد چاہ رہی ہو جبکہ سعدیہ کے منہ سے چیخ نما آواز نکلی۔

"کیا.....؟" پھر ایک دم اپنی آواز پر قابو پا کر سوچنے لگی۔ "تمہارا مطلب ہے وہ فراز علی جو اس دن تمہیں ڈراپ کرگیا تھا۔"

"ہاں وہی۔" وہ خوش ہو کر بولی۔

"لیکن ثانیہ اتنی جلدی..... میرا مطلب ہے ایک ہی ملاقات میں انہوں نے تم سے شادی کا فیصلہ کرلیا اور تمہارے خیال میں کیا یہ مناسب ہے؟"

"اس میں نامناسب کیا ہے؟" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگی انداز خاصا تیکھا تھا جس سے سعدیہ سمجھ گئی کہ وہ اس

سلسلے میں کوئی اعتراض سننا ہی نہیں چاہتی جب ہی کچھ رک کر بولی۔

"نامناسب تو خیر کچھ نہیں بس یہ ہے کہ فراز علی کم سے کم تم سے دس سال ضرور بڑے ہوں گے۔"

"بارہ سال......" وہ بڑے آرام سے بولی تو سعدیہ کچھ دیر تک اسے دیکھتی رہی پھر پوچھنے لگی۔

"شادی شدہ ہیں؟"

"نہیں اور تمہارے اگلے سوال کا جواب یہ ہے کہ جس لڑکی سے محبت کرتے تھے اس سے شادی نہیں ہوسکی اور اس کے سوگ میں اتنے سال گنوا دیے ورنہ اب تک چار بچوں کے باپ ہوتے۔" اس نے ازخود سعدیہ کا سوال جان کر اس قدر بے پروائی سے جواب دیا کہ سعدیہ تعجب سے پوچھنے لگی۔

"تمہارے نزدیک اس بات کی کوئی اہمیت نہیں؟"

"میرے نزدیک اہم یہ ہے کہ وہ میری ہر خواہش پوری کرسکتے ہیں اور بس۔ مجھے ان کی گزشتہ زندگی سے کوئی سروکار نہیں سب ہی ناکام عشق کرتے ہیں اس کے باوجود سیج پر بیٹھی دلہن سے پہلا جملہ یہی بولتے ہیں کہ تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔" آخر میں وہ محظوظ ہوکر خود ہی ہنسی اور سعدیہ بھی بے اختیار ہنس دی۔

"بھئی واہ یہاں تو بڑا خوشگوار ماحول ہے۔" شجاع نے اندر آتے ہوئے کہا تو اس نے فوراً سعدیہ کو اشارے سے کچھ بھی بتانے سے منع کیا پھر شجاع کو دیکھ کر ہنسنے لگی۔

"ہمارے ہاں اکثر ماحول خوشگوار ہی رہتا ہے بس کبھی کبھار دوسروں کی مداخلت اثر انداز ہوتی ہے۔"

"تمہارا اشارہ اگر میری طرف ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔"

"ارے نہیں شجی بھائی۔" سعدیہ فوراً بول پڑی۔ "آپ کوئی دوسرے تھوڑی ہیں۔"

"یہ تو تمہاری محبت ہے سعدیہ جو تم مجھے اپنا سمجھتی ہو ورنہ ثانیہ کا بس نہیں چلتا میرا یہاں داخلہ بند کروادے۔" وہ سعدیہ کے برابر بیٹھتا ہوا بولا۔

"دیکھا...... میں نے غلط تو نہیں کہا اچھا خاصا موڈ خراب کردیتا ہے یہ اب اس سے پوچھو میں کیوں اس کا داخلہ بند کراؤں گی بلکہ اسے بتادو کہ مجھے اس کے آنے نہ آنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" وہ کہتی ہوئی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تو شجاع اپنی جگہ چور سا بن گیا جبکہ سعدیہ بے طرح شپٹا گئی بلکہ نادم ہوکر بولی۔

"سوری شجی بھائی یہ تو بس یونہی ہر وقت لڑنے کو تیار رہتی ہے۔"

"مجھے پتا ہے اور میں اس کی کسی بات کا برا نہیں مانتا۔" اس نے سعدیہ کی ندامت دور کرنے کی خاطر ہنس کر کہا اور پھر اپنی بات سچ ثابت کرنے کے لیے اسے کتنی دیر وہاں بیٹھنا پڑا تھا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ فوراً اٹھ کر چلا جائے۔

❁ ❁ ❁

پھر زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ فراز علی نے اس کے لیے باقاعدہ پیغام بھیج دیا ان کے والدین حیات نہیں تھے بس ایک بہن [illegible] تھیں وہ اپنے میاں کے ساتھ آئیں اور چلتے [illegible] اسے انگوٹھی پہنانے کے ساتھ شادی کی تاریخ رکھنے پر اصرار کرنے لگیں اس وقت امی خود کو کافی بے بس محسوس کررہی تھیں ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیا کریں کیونکہ سعدیہ کے ذریعے وہ ان سے کہلوا چکی تھی کہ اس رشتے سے انکار نہ کریں اور امی ابو نے انکار تو نہیں کیا پھر بھی انہیں کچھ وقت چاہیے تھا یعنی فراز علی کے بارے میں وہ اطمینان کرنا چاہتے تھے لیکن ان کی بہن ہتھیلی پر سرسوں جمائے بیٹھی تھیں۔

"والدین کے انتقال کے بعد فراز بالکل اکیلا رہ گیا ہے اب خدا خدا کرکے شادی پر آمادہ ہوا ہے اس کا گھر بس جائے تو میں مطمئن ہوجاؤں گی بس آپ کوئی قریبی تاریخ دے دیں۔" ان کی ہر بات اسی جملے پر ختم ہورہی تھی آخر امی کو کہنا پڑا۔

"تیاری میں کچھ وقت تو لگے گا۔"

"ہمیں کچھ نہیں چاہیے اللہ کا دیا فراز کے پاس سب کچھ ہے اور اس نے خاص طور سے کہا ہے کہ آپ کسی قسم کا

کوئی تردد نہ کریں۔"

"پھر بھی ہم اپنی خوشی تو ضرور پوری کریں گے ماشاء اللہ خاصا بڑا خاندان ہے ہمارا اور ثانیہ کے تایا' ماموں وغیرہ سے مشورے کے بعد ہی ہم شادی کی تاریخ رکھ سکیں گے۔"

امی کو اچانک جواب سوجھ گیا اور پھر انہوں نے یوں ظاہر کیا جیسے تایا' ماموں سے مشورے کے بغیر وہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتیں۔ اس موقع پر ابو نے ان کا بھرپور ساتھ دیا تب کہیں جا کر فراز علی کی بہن کو دینا پڑا اور نہ وہ بضد تھیں کہ اسی وقت تاریخ لے کر جائیں گی بہرحال ان کے جانے کے بعد جہاں امی نے اطمینان کا سانس لیا وہاں یہ خدشہ بھی تھا کہ آخر وہ شادی کی اتنی جلدی کیوں کر رہی تھیں۔

"کیوں کیا امی کو میری شادی کی جلدی نہیں تھی۔" سعدیہ کی زبانی امی کا خدشہ سن کر وہ تنک کر بولی۔ "جب میں انٹر میں تھی اس وقت جب کوئی رشتہ آتا تھا تو امی ہامی بھرنے کو تیار ہوتیں ان کا بس نہیں چلا ورنہ کب کی مجھ سے فارغ ہو چکی ہوتیں۔"

"خیر یہ کوئی اچنبھے کی بات تو نہیں ہے دونوں گھبراتے ہی ہیں اور ایسی صورت میں کہ فراز علی بالکل غیر اور انجان شخص ہیں۔" سعدیہ نے [illegible] کہا تو وہ بے نیازی سے بولی۔

"میرے لیے وہ انجان نہیں ہیں۔" سعدیہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور قصداً خاموشی اختیار کر لی۔

❁......❁......❁

پھر ابو اپنے طور پر فراز علی کی جو چھان بین کر سکتے تھے انہوں نے کی اور حقیقتاً انہیں کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوئی جو ان کے دل میں ذرا سی بھی کھٹک بیدار کرتی۔ ساتھ ہی گھر میں شادی کی تیاری شروع ہو گئی لیکن اس کی ساری دلچسپی اس گھر سے زیادہ فراز علی کے گھر میں ہونے والی تیاریوں میں تھی روزانہ شام میں فراز علی اسے اپنے ساتھ لے جاتے اور شہر کی مہنگی ترین دکانوں سے اس کے لیے قیمتی چیزیں خریدتے اور ظاہر ہے ان کے مقابلے میں اپنے ہاں کی چیزیں کہاں اس کی نظر میں سما سکتی تھیں۔ امی اور سعدیہ کی شاپنگ اور ان کے اشتیاق سے پوچھنے پر سرسری انداز میں دیکھ کر نخوت سے کہتی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" سعدیہ کو اس کا یہ انداز سخت برا لگتا لیکن اب کیونکہ وہ کچھ دنوں کی مہمان تھی اس لیے بڑے تحمل سے برداشت کر جاتی تھی۔

❁......❁......❁

اس وقت وہ بہت اہتمام سے تیار ہو کر فراز علی کا انتظار کر رہی تھی جب سعدیہ نے بظاہر مذاق میں کہہ دیا۔

"میرا خیال ہے ثانیہ! اب تمہیں فراز بھائی سے پردہ کرنا چاہیے۔"

"کیوں؟" وہ تیکھی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"اس لیے کہ شادی میں بس کچھ ہی دن رہ گئے ہیں۔"

"بس رہنے دو یہ مڈل کلاس والوں کی باتیں اگر فراز نے سن لیا تو بہت مذاق اڑائیں گے۔" اس نے ناگواری سے سعدیہ کو ٹوک دیا تبھی فراز کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو وہ گیٹ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"فراز آ گئے ہیں امی سے کہہ دو میں جا رہی ہوں۔"

"پہلے انہیں اندر تو آنے دو چائے وغیرہ......" اس نے سعدیہ کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور باہر نکل آئی فراز نے اسے دیکھتے ہی گاڑی کا دروازہ کھول دیا تو بیٹھنے سے پہلے اس نے پلٹ کر دیکھا کہ شاید سعدیہ گیٹ تک آئی ہو لیکن وہ نہیں تھی تب اپنے آپ میں کچھ شرمندہ سی ہو کر بیٹھ گئی۔

فراز نے کل ہی اس سے کہا تھا کہ آج وہ اسے اپنے بنگلے پر لے جائیں گے تاکہ وہ سیٹنگ وغیرہ دیکھ لے اور اگر تبدیلی کروانا چاہے گی تو وہ اس کی پسند کے مطابق تبدیلی کروا دیں گے اور وہ بہت خوش تھی لیکن کچھ بے پروا سی بنی رہی البتہ بنگلے میں داخل ہوتے ہی وہ بالکل بے اختیار ہو گئی' خوش رنگ پھولوں سے سجا وسیع لان دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکنے لگیں اور بے اختیار کہہ گئی۔

"میرے خوابوں کی حسین تعبیر۔" فراز علی اس کی

دیوانگی سے قصداً نظریں چرا کر آگے بڑھ گئے تو قدرے توقف سے احساس ہونے پر وہ تیز قدموں سے ان کے پیچھے چلی آئی اور اندر آ کر وہ پھر خود پر قابو نہیں رکھ سکی۔

"میری ہمیشہ سے یہی تمنا تھی اتنا بڑا گھر، ویل ڈیکوریٹڈ اور مجھے یقین تھا میری خواہش ضرور پوری ہوگی جبکہ باقی سب میرا مذاق اڑاتے تھے۔"

"مذاق کیوں اڑاتے تھے؟" فراز علی نے اس کے دمکتے چہرے پر نظر ڈال کر پوچھا۔

"شاید ان کا مقصد میرے دل سے اس خواہش کو مٹانا تھا لیکن میں نے بھی سوچ لیا تھا کہ ہرگز کسی ایرے غیرے سے شادی نہیں کروں گی۔" اس کا سارا دھیان امپورٹڈ ڈیکوریشن پیسز کی طرف تھا۔

"اچھا......" وہ ذرا سانس لینے کو رکے پھر پوچھنے لگے۔ "اور اگر ہماری ملاقات نہ ہوتی تب؟"

"تب بھی میرا فیصلہ نہیں بدل سکتا تھا میں انتظار کرتی۔"

"کس کا میرا......؟" جس طرح انہوں نے چونک کر پوچھا وہ بھی چونک کر دیکھنے لگی پھر ایک دم کھلکھلا کر ہنسی کے درمیان بولی۔

"آپ کا۔" وہ کچھ دیر اس کی ہنسی کی جلترنگ سنتے رہے پھر موضوع بدلتے ہوئے کہنے لگے۔

"تمہیں یہ سب ٹھیک لگ رہا ہے یا کوئی تبدیلی چاہتی ہو۔"

"فی الحال سب ٹھیک بلکہ بہت اچھا ہے پھر کبھی موڈ بدلا تو سیٹنگ بھی بدل دیں گے۔" اس نے کہا تو وہ ذرا سے کندھے اچکا کر رہ گئے۔

"سنو کیا سب لڑکیاں ایسی ہی ہوتی ہیں؟" واپسی میں وہ اس سے پوچھ رہے تھے۔ "تمہاری طرح خواب دیکھنے والی؟"

"ہاں لیکن تعبیر ہر ایک کو نہیں ملتی۔" اس نے اعتراف کے ساتھ گردن اکڑائی۔

"اور جنہیں تعبیر نہیں ملتی ان کا کیا قصور ہوتا ہے؟"

"وہ بزدل ہوتے ہیں یا پھر جلد باز انتظار نہیں کرتے پھر...... مجھے نہیں پتا۔" وہ آخر میں جھنجلا گئی تو وہ اسے دُور کر ذرا سا ہنسے لیکن کچھ کہا نہیں پھر اسے گھر کے سامنے اتار کر جانے لگے تو وہ روک کر بولی۔

"اندر چلیں ناں...... سعدیہ آپ کو بہت اچھی چائے پلائے گی۔"

"کیوں تمہیں چائے بنانی نہیں آتی۔"

"آتی ہے لیکن بناؤں گی نہیں کیونکہ مجھے کچن کے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں۔" اس نے فخریہ بتایا اور انہیں اندر آنے پر آمادہ نہ دیکھ کر خدا حافظ کہتی ہوئی وہ اپنے کمرے میں چلی آئی لاؤنج میں عرفان کے ساتھ شجاع کو دیکھ کر وہ اپنے کمرے میں جاتے جاتے پلٹ کر انہی کے پاس آ بیٹھی۔

"کیسے ہو شجاع؟" اس کے پوچھنے پر وہ متوجہ ہوا اور مسکرا کر بولا۔

"تم سناؤ کہاں سے آ رہی ہو؟" وہ ابھی جواب دینا چاہتی تھی کہ سعدیہ چائے لے آئی اور اسے دیکھ کر کچھ تعجب سے بولی۔

"ارے تم...... تم نے فراز بھائی کو باہر ہی سے رخصت کر دیا۔"

"کہا تھا میں نے کہ تمہارے ہاتھ کی چائے پی کر جائیں لیکن وہ چلے گئے۔" اس نے بے نیازی سے کہہ کر ٹرے میں سے چائے کا ایک مگ اٹھا لیا تو اس کی ڈھٹائی پر عرفان ٹوکتا ہوا بولا۔

"دیکھو جب سعدیہ چائے بنانے گئی تھی اس وقت تم یہاں موجود نہیں تھیں اس لیے یہ چائے واپس رکھ دو۔"

"کیوں تم اگر نہیں پیو گے تو کون سی قیامت آ جائے گی۔" اس نے مروتاً بھی عرفان کا خیال نہیں کیا بلکہ فوراً مگ ہونٹوں سے لگا لیا تب سعدیہ اپنا مگ اس کے سامنے رکھتی ہوئی بولی۔

"تم یہ لے لو عرفان میں اور بنا لوں گی۔"

"نہیں بس اب میں جا رہا ہوں۔" عرفان اپنی کتابیں

اٹھا کر باہر نکل گیا تو کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی پھر سعدیہ محض اس خیال سے کہ کہیں اب وہ شجاع کو بھی ناراض نہ کردے اس کا پسندیدہ موضوع چھیڑتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"آج کیا شاپنگ کی تم نے؟" اور وہ جیسے انتظار میں تھی فوراً کہنے لگی۔

"آج کوئی شاپنگ نہیں کی اصل میں فراز بہت دنوں سے اصرار کررہے تھے کہ میں ان کا بنگلہ دیکھ لوں۔" پھر وہ خاص طور سے شجاع کو سنا کر کہنے لگی۔ "مجھے یقین نہیں آرہا سعدیہ کہ میں واقعی اتنی خوش قسمت ہوں اتنا بڑا گھر جس کی سجاوٹ دیکھ کر تو میں دنگ رہ گئی اس پر بھی فراز کہہ رہے تھے کہ کسی چیز کی کمی ہو تو بتاؤ۔" سعدیہ نے کچھ پریشان ہوکر شجاع کو دیکھا جس کا اندرونی اضطراب اس کے چہرے پر ظاہر ہورہا تھا اور وہ محسوس کرنے کے باوجود براہ راست اسے مخاطب کرکے بولی۔

"شجاع! اب ذرا میری آنکھوں میں دیکھو۔" اس نے چونک کر دیکھا تو کہنے لگی۔

"بھیگی تو نہیں ہوئیں البتہ خوابوں کو تعبیر ملنے پر روشن ضرور ہوگئی ہوں گی...... ہیں ناں۔" وہ افسردگی سے مسکرایا اور دھیرے دھیرے اثبات میں سر ہلانے لگا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"کم از کم مبارک باد ہی دے دو۔"

"ضرور دوں گا لیکن اس وقت جب میں تمہیں خوش دیکھوں گا۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیوں ابھی میں تمہیں خوش نظر نہیں آرہی؟" اس نے تنک کر پوچھا لیکن وہ ان سنی کرتا وہاں سے چلا گیا تب وہ سعدیہ کو دیکھ کر بولی۔

"جل گیا......"

"جی نہیں...... وہ کیوں جلنے لگے۔" سعدیہ ناگواری سے کہہ کر چائے کے خالی مگ ٹرے میں رکھنے لگی پھر اسے دیکھ کر بولی۔

"فیضی بھائی کا دل بہت بڑا ہے پتا ہے ابھی تمہارے آنے سے پہلے وہ یہی بات کررہے تھے کہ تم بہت لکی ہو اور اس پر خوشی کا اظہار بھی کررہے تھے۔"

"اچھا......" اس کی ہنسی میں تمسخر تھا تب سعدیہ ٹرے اٹھا کر چلی گئی۔

❁......❁......❁

رات کو جب وہ سونے کے لیے لیٹی تب بھی اس کا دھیان فراز علی کے گھر کی طرف تھا' کبھی وہ ڈرائنگ روم کی سجاوٹ سوچتی تھی' کبھی لاؤنج' کبھی لان اور کبھی بیڈ روم۔ اتنی نفاست اتنی خوب اس کے تصور سے بڑھ کر تھی' جب سعدیہ آکر اپنی جگہ پر لیٹی تب وہ اپنے خیال سے نکل کر اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"تمہارے کام ابھی تک ختم نہیں ہوئے؟"

"تمہاری شادی تک تو کام بڑھتے ہی جائیں گے اسی لیے میں نے فرح کو بلوایا ہے وہ آجائے گی تو سہولت ہوجائے گی۔"

"کب آنے کو کہا ہے اس نے؟" وہ سعدیہ کی طرف کروٹ بدل کر پوچھنے لگی۔

"وہ تو آنے کو تیار ہے اب دیکھو فیضی بھائی کب لے کر آتے ہیں۔"

"ہاں شجاع کا اپنا دل چاہے گا تو ابھی لے آئے گا اور اگر ہم کہیں گے تو......"

"نہیں خیر ابھی تو فیضی بھائی کو پتا ہے کہ ہم صرف محبت میں اسے نہیں بلارہے بلکہ ضرورتاً بلارہے ہیں اور شام میں مجھ سے وعدہ بھی کر گئے۔"

"پھر تو ضرور لے آئے گا کیونکہ شجاع میں کوئی اور خوبی ہو نہ ہو وعدہ ضرور نبھاتا ہے۔"

"چلو تم نے کسی ایک خوبی کا اعتراف تو کیا۔" اس کی بات پر وہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہوگئی پھر غالباً اپنی صفائی پیش کرنے کے خیال سے کہنے لگی۔

"دیکھو سعدیہ! میرا شجاع سے کوئی جھگڑا نہیں ہے میں اس کی بہت قدر کرتی ہوں وہ بہت مخلص اور ایماندار ہے۔"

"پھر تم نے ان کی محبت کو کیوں ٹھکرایا؟" سعدیہ کے فوراً پوچھنے پر وہ گہری سانس کھینچ کر بولی۔

"اب میں تمہاری اس بات کا کیا جواب دوں۔"

"شاید تمہارے پاس جواب نہیں ہے۔"

"ہے لیکن میرا جواب تمہیں مطمئن نہیں کرے گا اس لیے اس بات کو یہیں ختم کر دو اور آئندہ بھی میرے سامنے اس کی یکطرفہ محبت کا ذکر مت کرنا۔" اس کے لہجے کی تنبیہہ نے سعدیہ کو خاموش کر دیا اور قدرے توقف سے وہ خود ہی کہنے لگی۔

"میں اپنی زندگی جینا چاہتی ہوں شجاع کی محبت قبول کر کے کیا ملتا مجھے اور سچ تو یہ ہے سعدیہ کہ محبت خود فریبی کا دوسرا نام ہے اندر سسکتی ہوئی خواہشوں پر یہ کہہ کر مرہم رکھا جاتا ہے کہ وہ مجھ سے بہت محبت کرتا ہے بتاؤ یہ خود فریبی نہیں تو اور کیا ہے۔"

"اپنی اپنی سوچ ہے تم اگر ایسا سمجھتی ہو تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔" سعدیہ نے خود کو اختلاف سے روکنے کی خاطر دامن بچایا لیکن وہ پوچھنے لگی۔

"اور تم کیا سمجھتی ہو؟"

"اس کائنات کی سب سے خوب صورت اور اٹل حقیقت محبت اور صرف محبت ہے مجھے اگر محبت حاصل ہو جائے تو اس کے لیے میں ساری دنیا چھوڑ سکتی ہوں لیکن ساری دنیا کے لیے محبت نہیں چھوڑ سکتی۔" سعدیہ نے صاف گوئی اور سادگی سے اپنا خیال بتایا تو وہ بیزاری سے بولی۔

"وہی اسی فیصد لڑکیوں والی سوچ۔"

"یونہی سہی کیوں تم بتاؤ کیا تمہیں فراز بھائی سے محبت نہیں ہے؟" سعدیہ نے اچانک جیسے اسے کٹہرے میں لا کھڑا کیا۔

وہ حیران ہو گئی لیکن لاجواب ہونے والوں میں سے نہیں تھی فوراً سنبھل کر بولی۔

"محبت بھی میں نے سوچ سمجھ کر کی ہے۔"

"سوچ سمجھ کر محبت نہیں ہوتی۔"

"یہ تمہارا خیال ہے۔" وہ کہہ کر کروٹ بدل گئی کیونکہ اب واقعی لاجواب ہو رہی تھی۔

❁......❁......❁

پھر چند دن جیسے پر لگا کر اڑے وہ سب کچھ پا لینے کے احساس سے سرشار ہاسٹل کی دہلیز چھوڑ آئی۔

لاؤنج تک فراز علی اس کے ساتھ ساتھ تھے اس کے بعد پتا نہیں کہاں چلے گئے ان کی بہن اسے حجلہ عروسی میں لے گئیں اور آرام سے بٹھانے کے بعد کہنے لگیں۔

"چلو بھئی اب میرا کام ختم بہت اطمینان ہو گیا ہے مجھے۔ فراز اکیلا تھا میں ہر وقت اس کی فکر میں رہتی تھیں حالانکہ نوکر چاکر سب موجود ہیں اور وہ کوئی بچہ بھی نہیں ہے لیکن عورت کے بغیر بھی بھلا کوئی گھر ہوتا ہے میں فراز سے یہ بات کہتی تو وہ ہنستا تھا اب سمجھے گا کہ میں ٹھیک کہتی تھی یا غلط۔" پھر اس کی ٹھوڑی چھو کر بولیں۔

"ماشاء اللہ تم بہت پیاری ہو بہت پیاری ایسے ہی تو نہیں میرا بھائی تم پر مرمٹا اور یہیں کا ہو رہ گیا۔" انہوں نے اپنے پیچھے دیکھا پھر اٹھتے ہوئے بولیں۔

"اچھا چلتی ہوں اسے اور دیکھو ابھی میں گھر جا رہی ہوں میری ساس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ورنہ دو چار دن ضرور تمہارے پاس رکتی خیر پھر آتی جاتی رہوں گی کوئی فکر کی بات نہیں اب یہ تمہارا گھر ہے۔" وہ بہت دھیمی مسکان ہونٹوں پر سجائے انہیں دیکھ رہی تھی بلکہ ان کے جانے کا انتظار کر رہی تھی اور جیسے ہی وہ کمرے سے نکلیں اس نے پہلے اپنی اکڑی ہوئی کمر کو تکیے کا سہارا دیا پھر آرام سے بیڈ کی پٹی پر سر رکھ کر کمرے کا جائزہ لینے لگی خاصا کشادہ کمرا تھا۔ وال ٹو وال سرخ کارپٹ ہم رنگ پردے مشرقی دیوار کے ساتھ ایک صوفہ سیٹ درمیان میں فل سائیڈ بیڈ کے باوجود باقی جگہ خالی تھی شاید فراز کو بیڈ روم میں زیادہ سامان پسند نہیں تھا۔

وہ اُدھر سے دھیان ہٹا کر اپنے زیورات دیکھنے لگی دونوں انگلیاں انگوٹھیوں کی قید میں تھیں اسے اپنے ہاتھ بہت خوب صورت لگے ایک ایک انگوٹھی چھونے کے بعد

اس نے اپنی ہتھیلیاں دعا کے انداز میں سیدھی کیں تو پھر کتنی دیر تک مہندی کے دلفریب ڈیزائن پر نظریں جمائے بیٹھی رہی شاید اندر کہیں یہ خواہش بھی تھی کہ ایسے ہی لمحوں میں فراز آ کر اس کے ہاتھ تھام لیں۔ دھیرے دھیرے جب یہ خواہش شدت اختیار کرنے لگی تب اسے کتنا وقت گزرنے کا احساس ہوا اور فراز ابھی تک نہیں آئے تھے۔ اس نے حیران ہو کر دروازے پر نظریں جمائیں اور کوئی آواز سننے کی کوشش کرنے لگی لیکن ہر سو گہری خاموشی تھی۔

اس نے چند لمحے سوچنے میں صرف کیے پھر اپنا بھاری دوپٹہ سنبھالتی بیڈ سے اتر کر دروازے تک آئی اور ذرا سا کھول کر دیکھا لاؤنج کی تیز روشنیاں بجھ چکی تھیں زیرو پاور کی مدھم روشنی میں خواب ناک ماحول گہری خاموشی کی لپیٹ میں خوفناک محسوس ہو رہا تھا وہ اگر چاہتی بھی تو وہیں سے فراز کو نہیں پکار سکتی تھی اور اس کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے واپس پلٹنا چاہتی تھی کہ فراز بہت جلدی میں سیڑھیاں اترتے نظر آئے وہ بے اختیار بڑھ آئی۔

"فراز......" اس کی پکار پر انہوں نے چونک کر دیکھا لیکن رکے نہیں لاؤنج کی ٹیوب لائٹ آن کر کے فون کی طرف بڑھ گئے اور بہت عجلت میں نمبر ڈائل کرنے لگے اس اثناء میں وہ قریب آ کر پوچھنے لگی۔

"کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں تم جاؤ آرام کرو۔" ان کے روکھے انداز پر ایک لمحہ کو وہ سن سی ہو گئی پھر ایک دم کریڈل پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"کس سے؟" ان کا ریسیور والا ہاتھ کندھے پر آن ٹھہرا اور بہت سرسری نظروں سے اسے دیکھا جبکہ وہ ہوش اڑا دینے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

"اس خاموشی اور سناٹے سے۔"

"یہاں تو ہمیشہ سے ایسی ہی خاموشی ایسا ہی سناٹا ہے خیر دھیرے دھیرے عادی ہو جاؤ گی۔" انہوں نے کہتے ہوئے کریڈل پر سے اس کا ہاتھ ہٹا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے لگے تو اپنے نظر انداز ہونے پر بری طرح سلگ کر وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ وہ بول پڑے۔

"رات بہت ہو گئی ہے جاؤ سو جاؤ۔"

اس اجنبی انداز پر حیرت سے زیادہ احساس توہین نے اسے مار ڈالا اگر اولین شب کی دلہن ہونے کا خیال نہ ہوتا تو وہ اسی وقت یوں اجنبی ہو جانے کا سبب پوچھتی بہت ضبط سے اس وقت وہ اپنے اس روپ کی لاج رکھ گئی او رکمرے میں آتے ہی پہلے اس نے خود کو بھاری زیورات کے بوجھ سے آزاد کیا پھر لباس تبدیل کر کے نرم بستر پر لیٹی تو فراز کے رویے کو سوچتی ہوئی سو گئی تھی۔

❀ ❀ ❀

صبح وہ جلدی اٹھنے کی عادی نہیں تھی لیکن شاید نئی جگہ کے باعث معمول سے پہلے اس کی آنکھ کھل گئی اور اٹھتے ہی اسے پہلا خیال فراز کا آیا تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی کہیں ان کے آنے کا کوئی نشان نہیں تھا وہ کچھ الجھن میں گرفتار ہو کر پھر ان کے رویے کو سوچنے لگی تھی کہ دروازے پر دستک ہونے کے بعد ملازمہ ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر آ گئی اسے سلام کیا پھر کھڑکی سے پردے سمیٹنے لگی تو کچھ دیر کو اس کا دھیان فراز کی طرف سے ہٹ گیا اور وہ بہت شوق سے ملازمہ کو اپنے لیے چائے بناتے ہوئے دیکھنے لگی۔

"چینی کتنی ڈالوں بی بی!" ملازمہ کے پوچھنے پر وہ چونک کر بولی۔

"ایک چمچ۔" ملازمہ نے چائے بنا کر کپ اسے تھمایا پھر جاتے جاتے پوچھنے لگی۔ "آپ کے لیے ناشتا بنا دوں۔"

"ابھی نہیں میں ناشتا دیر سے کروں گی۔"

وہ کہتی ہوئی اٹھ کر کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئی ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا پھولوں سے مہک چرائی ہوئی اس نے گہری سانس لی اور منظر کی دلکشی کو سراہتے ہوئے اس پر سب کچھ پا لینے کا احساس غالب آ گیا پھر چائے پینے تک وہ وہیں کھڑی رہی اس کے بعد کمرے سے نکلی تو

ملازمہ لاؤنج میں بکھری پھولوں کی پتیاں سمیٹتی نظر آئی۔

"فراز کہاں ہیں؟" بغیر سوچے سمجھے اس نے بلا ارادہ ہی پوچھ لیا تو ملازمہ نے حیران ہوکر اسے دیکھا جس پر وہ جز بز ہوکر خوامخواہ اس پر بگڑنے لگی۔

"جلدی سمیٹو یہ سب ابھی کوئی مہمان آ گیا تو کتنا عجیب لگے گا۔" پھر وہ وہاں رک نہیں سکی واپس اپنے کمرے میں آ گئی اور بے حد جھنجلا کر فراز کے بارے میں سوچنے لگی کہ آخر ان کا مقصد کیا ہے اچانک رنگ کیوں بدل لیا ہے انہوں نے یوں لگ رہا ہے جیسے کسی پرانی دشمنی کا بدلہ لے رہے ہوں۔

"لیکن مجھ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے انہیں؟" وہ ادھر ادھر ٹہلتی ہوئی سوچ رہی تھی تبھی ملازمہ نے آ کر بتایا کہ اس کے گھر سے کچھ لوگ آئے ہیں فوری طور پر وہ کچھ بھی نہیں حیران ہوکر پوچھنے لگی۔

"کون ہے؟"

"پتا نہیں جی دو لڑکیاں ہیں ساتھ ایک مرد ہے۔" ملازمہ نے لاعلمی ظاہر کرنے کے ساتھ بتایا تو وہ [illegible] رخ کرتی ہوئی بولی۔

"تم انہیں بٹھاؤ میں تیار ہو کر آتی ہوں۔" تیاری میں اس نے پندرہ منٹ لگائے اس کے بعد ڈرائنگ روم میں آئی تو شجاع کے ساتھ سعدیہ اور فرح کو دیکھ کر مایوسی سے بولی۔

"اوہ تم لوگ ہو میں بھی پتا نہیں کون ہے؟"

"کیا مطلب؟ کیا تمہیں ہمارے آنے کی خوشی نہیں ہوئی۔" فرح نے برا مناتے ہوئے کہا تو وہ آگے بڑھ کر اسے گلے لگاتی ہوئی بولی۔

"یہ بات نہیں ہے۔"

"پھر کیا بات ہے؟"

"اگر مجھے تمہارا پتا ہوتا تو میں ایسے ہی آ جاتی خوامخواہ تیاری میں لگ گئی اور تمہیں انتظار کرنا پڑا۔" اس نے وضاحت کی تو فرح سرتاپا اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"اچھی لگ رہی ہو رات تو تم قیامت ڈھا رہی تھیں۔"

"اچھا......" وہ ہنسنا چاہتی تھی لیکن پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو کر دم توڑ گئی فوراً ان کی طرف سے رخ موڑ کر ملازمہ کو پکارا پھر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"میں نے ابھی ناشتا نہیں کیا چلو سب ساتھ کرلیں گے۔"

"نہیں ہم اب چلیں گے۔" شجاع کے بولنے پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"کیا مطلب کیا صرف مجھے دیکھنے آئے تھے۔"

"صرف دیکھنے نہیں تمہارے لیے ناشتا لے کر آئے ہیں امی اور تائی جی کا اصرار تھا کہ اس وقت ناشتا ہمارے ہاں سے جائے گا اور اسی بہانے تمہیں دیکھ بھی لیا۔" سعدیہ نے اپنی آمد کا مقصد بتاتے ہوئے کہا تو وہ کندھے اچکا کر بولی۔

"عجیب رواج ہیں۔"

"عجیب ہیں یا غریب تم جلدی سے فراز بھائی کا دیدار کراؤ پھر ہم چلتے ہیں۔" فرح نے کہا تو وہ بظاہر بڑے آرام سے بولی۔

"فراز ابھی کسی کام سے نکلے ہیں ان کے دیدار کے لیے تمہیں انتظار کرنا پڑے گا۔"

"کتنا انتظار؟"

"یہی کوئی دو تین گھنٹے۔" کہیں فرح ہامی نہ بھر لے شجاع فوراً بول پڑا۔

"نہیں پھر سہی ابھی تو ہمیں اجازت دو چلو فرح سعدیہ۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کم از کم چائے تو پی لو ورنہ پھر کہو گے......"

"میں کچھ نہیں کہوں گا۔" وہ درمیان ہی میں بات اچک کر باہر نکل گیا تو وہ سعدیہ اور فرح کے ساتھ ہی برآمدے تک آئی اور وہیں رک کر انہیں جاتے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد فراز کی تلاش میں اس نے ایک ایک کمرہ دیکھ ڈالا سارے گھر میں وہ کہیں نہیں تھے جس پر پہلے اسے تعجب ہوا پھر غصہ آنے لگا کہ اگر انہیں کہیں جانا ہی تھا تو

بتا کر جاتے وہ کون سا انہیں روک لیتی۔

❀......❀......❀

دوپہر تک اس کا غصہ انتہا کو پہنچ گیا تھا اور مشکل یہ تھی کہ وہ ملازموں سے ان کے بارے میں پوچھ بھی نہیں سکتی تھی' اپنے آپ ہی تلملاتی رہی اور یونہی شام پھر رات ہوگئی۔ ایک ایک کر کے سب ملازم رخصت ہوگئے' وہ چاہنے کے باوجود ملازمہ کو روک نہیں سکی اور اس کے جانے کے بعد سب دروازے بند کر کے وہ ٹی وی آن کر کے بیٹھ گئی۔ سارا دن کی سوچوں نے اس کے ذہن کو بُری طرح متاثر کیا تھا اور اب تو اس کا دل چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر روئے لیکن رونے کو وہ ہمیشہ سے بزدلی سمجھتی تھی اس لیے ٹی وی دیکھتے ہوئے وہ اپنا دھیان اِدھر اُدھر بٹانے کی کوشش کرنے لگی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی تب اپنے وکھتے ہوئے سر کو صوفے کی پشت سے ٹکا کر پلکیں موندیں تو آپ ہی آپ کناروں سے پانی چھلکتا چلا گیا۔

کتنی دیر بعد اسے احساس ہوا کہ وہ رو رہی ہے اور اپنی بے بسی پر اسے اور شدت سے رونا آیا تو خود کو کوستی ہوئی ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ٹی وی کا بٹن آف کر رہی تھی کہ گلاس وال سے فراز کی گاڑی گیٹ سے داخل ہوتی نظر آئی اس نے پہلے وال کلاک پر نظر ڈالی پھر جلدی سے دروازے کا لاک کھول کر دوبارہ وہیں جا کر بیٹھ گئی بظاہر انجان لیکن ان کا ایک ایک قدم شمار کر رہی تھی وہ قریب آئے تو اسے بیٹھے دیکھ کر تعجب سے بولے۔

"ارے تم ابھی تک جاگ رہی ہو؟"

اور یہ صحیح ہے کہ وہ دو قسم کی لڑکی نہیں تھی لیکن ایسی منہ پھٹ اور بدلحاظ بھی نہیں تھی جو یہ کہہ دیتی کہ آپ کے انتظار میں جاگ رہی ہوں اور پھر رات انہوں نے اپنی ذات کا مان بھی نہیں بخشا تھا جو اس کے ہونٹوں پر شرمگیں مسکان سجا دیتا اس کے برعکس اسے بڑا عجیب سا لگا نظریں چراتی ہوئی بولی۔

"دوپہر میں بہت دیر تک سوئی اس لیے اب نیند نہیں آرہی۔"

"ایک بج رہا ہے سو جاؤ۔" وہ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولے اور جانے لگے تھے کہ وہ ایک دم اپنی جگہ کھڑی ہو کر پوچھنے لگی۔

"آپ کہاں چلے گئے تھے؟"

"کیوں؟" ان کی سوالیہ نظروں سے وہ ٹپٹا گئی لیکن پھر فوراً سنبھل کر کہنے لگی۔

"میرا مطلب ہے آپ کو بتا کر جانا چاہیے تھے' صبح سعدیہ اور فرح آپی تھیں مجھے ان سے جھوٹ بولنا پڑا کہ آپ ابھی کہیں نکلے ہیں۔"

"اگر میں بتا کر جاتا تب بھی تمہیں یہی جھوٹ بولنا پڑتا۔" انہوں نے عجیب مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور اسے سناٹے میں چھوڑ کر بیڈ روم کی مخالف سمت کمرے میں چلے گئے اور جاتے ہوئے قصداً دروازہ بند ہونے کی آواز پر ایک دم سناٹے سے نکلی اور بے اختیار ان کے پیچھے گئی لیکن چند قدم کے بعد ہی رک گئی پھر وہیں سے پلٹ کر اپنے کمرے میں آگئی۔

خود پر ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا یوں بھی وہ ذرا ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو جاتی تھی اور یہ ذرا سی بات نہیں تھی رات سے وہ شخص اس کی توہین کر رہا تھا بنا کسی قصور کے سارا دن بھی وہ یہی سوچتی رہی تھی اور اب تو اس کا سر پھٹنے لگا۔

"میں جھوٹ نہیں بولوں گی فراز علی! مجھ میں سچ بولنے کا حوصلہ ہے لیکن تمہاری حقیقت جاننے کے بعد۔" وہ کسی نتیجے پر پہنچنے کے بعد سوئی تھی۔

صبح وہ بہت دیر سے اٹھی سر بھاری ہو رہا تھا اس لیے چائے سے پہلے اس نے شاور لیا پھر لاؤنج میں آبیٹھی ملازمہ ناشتے کا پوچھنے آئی تو اس نے منع کر دیا پھر بظاہر سرسری انداز میں اس سے پوچھنے لگی۔

"فراز کس وقت گئے تھے؟"

"جی۔" ملازمہ کی حیرت بھری جی پر وہ پیشانی پر بے شمار شکنیں ڈال کر بولی۔

"میں فراز کا پوچھ رہی ہوں آفس کس وقت

گئے تھے۔"

"صاحب کہیں نہیں گئے بی بی! وہ گھر پر ہیں ابھی مجھ سے چائے منگوائی تھی۔" اس کے بگڑنے پر ملازمہ مسکین سی شکل بنا کر بولی تو وہ اپنی جگہ چور سی بن گئی عجیب مشکل تھی وہ اندر ہی اندر جھنجلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ملازمہ کو جانے کا کہا پھر اپنے کمرے میں آنے لگی تھی کہ فون کی بیل پر بڑھ کر ریسیور اٹھالیا دوسری طرف سعدیہ تھی اس کی آواز سنتے ہی کہنے لگی۔

"تو تمہاری صبح ہوگئی؟"

"کیا مطلب؟" وہ دھیان سے سعدیہ کی بات سن نہیں سکی تھی کیونکہ اسی وقت فراز کمرے سے نکلے تھے اور اس کا کچھ دھیان ادھر منتقل ہوگیا تھا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے میں نے فون کیا تھا معلوم ہوا کہ تم سو رہی ہو۔" سعدیہ نے بتایا۔

"ہاں وہ......"

"بس بس صفائی پیش کرنے کی ضرورت نہیں مجھے پتا ہے بڑے آدمیوں کی صبح بارہ بجے ہوتی ہے۔" سعدیہ نے اسے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا پھر پوچھنے لگی۔ "فراز بھائی کہاں ہیں؟"

"جہاں ہونا چاہیے۔" فراز اس کے قریب سے گزر رہے تھے اس لیے اس نے گول مول سا جواب دیا۔

"کہاں ہونا چاہیے؟" آخر سعدیہ شوخی سے پوچھ رہی تھی لیکن اس نے سنا ہی نہیں۔ فراز کو جاتے ہوئے دیکھتی رہی جب ان کی گاڑی گیٹ سے باہر نکل گئی تب جیسے ہوش میں آ کر بولی۔

"ہاں کیا کہہ رہی تھیں تم؟"

"پہلے یہ بتاؤ تم کہاں کھوئی تھیں۔"

"نہیں کہیں نہیں ملازمہ کی بات سننے لگی تھی۔"

"اچھا خیر میں نے اس لیے فون کیا ہے کہ آج شام تم اور فراز بھائی ہمارے ہاں آؤ گے امی زبردست اہتمام کر رہی ہیں اور سنو ذرا جلدی آنا۔" سعدیہ نے اصل بات بتاتے ہوئے تاکید کی تو وہ فوراً کوئی جواب نہیں دے سکی۔

"لگتا ہے ابھی بھی تم نیند میں ہو جاؤ سو جاؤ باقی باتیں شام میں ہوں گی۔" سعدیہ نے کہہ کر فون بند کر دیا اور وہ پریشان سی ہوگئی۔ ظاہر ہے فراز ابھی اس کے سامنے نکل کر گئے تھے اور ان کی واپسی کا بھی کچھ پتا نہیں تھا۔ دوپہر تک وہ سوچ سوچ کر پریشان ہوتی رہی پھر ان کے آفس فون کر ڈالا اور جب انہیں بتایا کہ شام میں امی کے ہاں جانا ہے تو وہ بڑے آرام سے بولے۔

"ہاں چلی جانا۔"

"میں......" وہ ٹپٹا گئی۔ "میں کیسے جاؤں؟"

"کیوں کیا پرابلم ہے ڈرائیور سمیت گاڑی موجود ہے اور کیا چاہیے تمہیں۔"

"آپ...... میرا مطلب ہے آپ بھی مدعو ہیں۔" وہ بمشکل امکان بھر قابو پا کر بولی۔

"ظاہر ہے انہوں نے اکیلے تمہیں تو بلایا نہیں ہوگا۔" ان کا انداز جتانے والا تھا جس پر وہ تلملا کر بولی۔

"ٹھیک ہے میں جاؤں گی میں اکیلی ہی۔" اس کے ساتھ ہی ریسیور پٹخ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

❀......❀......❀

شام میں وہ بہت اہتمام سے تیار ہوئی اور اسے یقین تھا کہ سب اسے بہت سراہیں گے لیکن اسے اکیلے دیکھ کر ایک ہی سوال کرنے لگے۔

"فراز کہاں ہیں...... آئے کیوں نہیں؟" اور وہ پہلے ہی تایا جی کے سب گھر والوں کو دیکھ کر کچھ پریشان سی ہوگئی تھی۔ سعدیہ نے بتایا تو تھا کہ امی بہت اہتمام کر رہی ہیں لیکن اس طرف اس کا دھیان نہیں گیا تھا کہ اور لوگ بھی مدعو ہوں گے صرف امی اور سعدیہ کو تو کسی طرح مطمئن کیا جا سکتا تھا یا وہ صاف لفظوں میں یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ فراز یہاں آنا نہیں چاہتے کیونکہ وہ بہت کم کوئی بات خود پر رکھتی تھی لیکن تائی جی اور فرح کی موجودگی میں اسے پھر جھوٹ کا سہارا لینا پڑا۔

"فراز میٹنگ میں مصروف تھے اگر جلدی فارغ ہوگئے تو آ جائیں گے۔"

"اچھی لگ رہی ہو۔" کتنی دیر بعد فرح نے فقط اتنا کہا تو وہ چیخ کر بولی۔

"صرف اچھی......"

"بہت اچھی......" شجاع اچانک مسکراتا ہوا سامنے آ گیا پھر فوراً پوچھنے لگا۔ "فراز کہاں ہیں؟"

"کیوں تمہیں ان سے کوئی کام ہے؟" اس کے تیز لہجے پر ایک پل کو وہ ٹھٹکا گیا پھر فوراً سنبھل کر بولا۔

"بڑے آدمی ہیں کام ہو بھی سکتا ہے۔"

"اس کے لیے پہلے تمہیں اپائنٹمنٹ لینا پڑے گا وہ بھی مجھ سے۔"

"پھر تو کبھی ان سے ملاقات ہو ہی نہیں سکتی۔" شجاع نے برجستہ کہا تو وہ ہنس پڑی۔

"نہیں خیر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے کزن ہونے کے ناطے میں تمہاری جلد ان سے ملاقات کروا دوں گی۔"

"شکریہ۔" وہ آداب بجا لایا۔

پھر جب سعدیہ اور فرح کھانا لگا رہی تھیں امی نے بار بار اس سے کہا کہ وہ فراز کو فون کرے اور انہیں آنے کو کہے لیکن اس کا ایک ہی جواب تھا وہ فارغ نہیں ہوں گے ورنہ آ جاتے اور یہ کتنی عجیب بات تھی کہ جس [illegible] کے لیے اتنا اہتمام کیا گیا تھا وہی نہیں تھا۔ سب نے محسوس کیا [illegible] وہ اندر ہی اندر تلملاتی رہی گویا اب اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ فراز ساتھ ہوں گے تو اسے پذیرائی ملے گی ورنہ تو لفٹ۔ کھانے کے دوران ابو اور تایا جی مسلسل فراز کے نہ آنے پر افسوس کرتے رہے اور جب وہ آ رہی تھی تو شجاع نے بہت دھیرے سے پوچھ لیا۔

"سنو سب کچھ پا کر خوش تو ہو ناں؟"

"تمہیں کیا لگ رہا ہے؟" وہ کچھ تفاخر سے اسے دیکھنے لگی تو وہ قدرے رک کر بولا۔

"مجھے تو تم خالی خالی سی لگ رہی ہو۔"

"کیا......؟" وہ اپنے آپ پر نظر ڈالنے لگی۔

"اوں ہوں! ادھر دیکھو میری طرف۔" اس نے ٹوکا اور اس کے دیکھنے پر کہنے لگا۔ "تمہاری آنکھیں بھیگی ہوئی ہیں۔"

"تم......" وہ بُری طرح تلملائی اور بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن وہ فوراً پلٹ گیا۔

❁......❁......❁

"نان سینس......" تمام راستہ وہ دل ہی دل میں اسے گالیاں دیتی رہی گھر آئی تو فراز کو اطمینان سے بیٹھے دیکھ کر اس کا مزید دماغ گھوم گیا لیکن بولی کچھ نہیں ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ کر ایک کے بعد ایک زیور اتار کر پھینکنے کے انداز میں ٹیبل پر رکھنے لگی اور وہ کوئی نوٹس لیے بغیر کہنے لگے۔

"سوری میری وجہ سے تمہیں [illegible] جھوٹ بولنا پڑا۔"

"جی نہیں [illegible] کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ صاف بتا دیا ہے کہ آپ [illegible] نہیں چاہتے۔" ان کی بات پر وہ چڑ کر بولی۔

"[illegible] نہیں یقین نہیں آیا۔"

"[illegible] کریں۔" اس نے قصداً بے نیازی کا مظاہرہ کیا [illegible] جانے لگی کہ انہوں نے پکار کر ٹیبل کی طرف اشارہ کیا۔

"سنو...... یہ سب بہت شوق سے خریدے تھے تم نے انہیں سنبھال کر رکھو۔" اس نے خاموشی سے زیورات اٹھائے اور اپنے کمرے میں چلی آئی گو کہ فراز نے کچھ جتایا نہیں تھا لیکن اسے ایسا ہی محسوس ہوا دونوں ہاتھوں میں پکڑے بیش قیمت زیورات کو دیکھتے ہوئے وہ جانے کیا سوچنے لگی تھی۔

❁......❁......❁

پھر کتنے دن گزر گئے وہ جو سب کچھ حاصل کر کے اپنی زندگی جینا چاہتی تھی ایک فراز کی لاتعلقی اس کی ہر خوشی کے راستے میں دیوار ہو گئی تھی۔ شادی سے پہلے انہوں نے اسے ڈھیروں شاپنگ کرائی تھی اس وقت وہ کتنی خوش تھی اور اب ہر شے جوں کی توں رکھی تھی۔ ڈرائیور ہمہ وقت اس کے حکم کا منتظر رہتا لیکن اس کا کہیں جانے کو دل ہی نہیں

چاہتا تھا اور سارا وقت گھر میں رہ کر اس پر کبھی بیزاری اور کبھی جھنجلاہٹ سوار ہو جاتی۔ اپنے طور پر اس نے بہت کوشش کی کہ فراز کی لاتعلقی پر کڑھنے کے بجائے وہ ویسی ہی خوش باش زندگی گزارے جیسی وہ چاہتی تھی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی نہ ہی وہ فراز کے رویے کو سمجھ سکی اس کا سارا وقت یہی سوچنے میں گزرتا تھا کہ آخر انہوں نے کس مقصد کے تحت اس سے شادی کی۔

ان سے پہلی ملاقات سے اب تک کے واقعات سوچتے ہوئے اسے لگا جیسے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اسے گھیرا گیا ہو اور پھر اسی نہج پر سوچتے ہوئے اسے یقین ہونے لگا کہ واقعی ایسا ہے لیکن اس کے بعد پھر سوالیہ نشان تھا کہ آخر کیوں؟ اور وہ اس کیوں میں الجھ رہی تھی کہ ان کی آواز نے چونکا دیا۔

"ہیلو......" یوں جیسے راستے میں آ جانے والے کسی شناسا سے رواداری نبھائی جائے ان کا انداز ایسا ہی تھا پھر سامنے بریف کیس کھول کر بیٹھ گئے تو وہ بالکل غیر ارادی طور پر انہیں دیکھے گئی ان کی شخصیت کا وقار اور ... محسوس کیا جانے والا سکون اس کی ساری ... کی نفی کر رہا تھا لیکن وہ کچھ ہٹ دھرم واقع ہوئی تھی ... جن شکوک نے اس کے اندر ... بنا رکھا تھا وہ انہیں جھٹکنے کو تیار نہیں ہوئی بلکہ انہی کا عکس ان میں ڈھونڈنے لگی تو وہ اسے دیکھ کر پوچھنے لگے۔

"تم نے خود کو اتنا پابند کیوں کر لیا ہے اس گھر تک محدود؟ مانا کہ یہ گھر آئیڈیل ہے لیکن یہ کہیں بھاگا تو نہیں جا رہا۔"

"اُف......" وہ پوری جان سے سلگ گئی لیکن بظاہر دھیرج سے بولی۔ "مجھے اس کے بھاگ جانے کا خوف نہیں ہے۔"

"پھر کہیں آتی جاتی کیوں نہیں ہو؟"

"مثلاً کہاں......؟" وہ ان پر حاوی ہونے کی کوشش میں براہ راست ان کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔

"کہیں بھی اپنے والدین کے گھر کوئی دوست یا پھر شاپنگ کے لیے۔"

"ہاں جا تو سکتی ہوں لیکن میں ایک وقت میں ایک ہی کام کرتی ہوں۔" اس کی معنی خیز مسکراہٹ سے واقعی وہ الجھ گئے۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ابھی میں اس گھر کے اسرار سمجھنے میں لگی ہوئی ہوں اس کے بعد کسی اور طرف توجہ دوں گی۔"

"اس گھر میں کیا اسرار ہیں؟"

"آپ کو نہیں معلوم؟" اس کا انداز ان کی بے خبری پر مذاق اڑانے والا تھا وہ حیران ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے یوں جیسے سچ مچ کوئی اسرار پوشیدہ ہو اور وہ ہنستی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کہاں جا رہی ہو بیٹھو۔" انہوں نے فوراً اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"سوری، مجھے نیند آ رہی ہے۔" وہ ان کی بات رد کر کے اپنے کمرے میں آ گئی اور کچھ دیر تک اپنے آپ خوش ہوتی رہی یوں جیسے بدلہ لے آئی ہو لیکن پھر جلد ہی جھنجلانے لگی تھی۔

صبح ناشتے کی ٹیبل پر انہیں اپنے انتظار میں دیکھ کر وہ حیرت کے ساتھ اچنبھے میں پڑ گئی ان تینوں ہفتوں میں کسی ایک وقت بھی کھانے یا ناشتے میں انہوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا جب ہی اس کی حیرت فطری تھی بیٹھتے ہی پوچھنے لگی۔

"میں جلدی اٹھ گئی ہوں یا آپ کو دیر ہو گئی ہے؟" وہ سمجھ گئے لیکن کوئی جواب نہیں دیا تب وہ ان کے سامنے سے اخبار کھینچتی ہوئی بولی۔

"خبریں وہی ہیں جو کل آپ نے پڑھی ہوں گی اس لیے ناشتا کریں۔" انہوں نے اسے اخبار رول کرتے ہوئے دیکھا پھر ناشتے میں مصروف ہو گئے۔

"آپ کی بہن کافی دنوں سے نہیں آئیں، فون بھی نہیں کرتیں۔" کچھ دیر بعد وہ یونہی بات کرنے کی غرض سے بولی۔

"ان کی ساس ہسپتال میں ایڈمٹ ہیں۔" انہوں نے بتایا تو وہ تاسف سے بولی۔
"آپ نے پہلے نہیں بتایا؟"
"کیوں تم کیا کرتیں؟"
"آپریشن......" وہ چڑ کر بولی۔
"ہوچکا......"
"ہائیں......" وہ اچھل پڑی۔ "کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"
"آپی کی ساس کا آپریشن ہونا تھا ہوگیا اب تم کون سا آپریشن کروگی۔" وہ بظاہر بہت سنجیدہ ہوکر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگے تو وہ پھر الجھ کر بولی۔
"آپ کو پہلے بتانا چاہیے تھا۔" پھر اپنے آپ بڑبڑانے لگی۔ "کیا سوچتی ہوں گی وہ میں ایک بار بھی دیکھنے نہیں گئی۔"
"میں شام میں جاؤں گا' چلنا چاہو تو تیار رہنا۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ گئے اس کے جواب کا انتظار بھی نہیں کیا تب وہ خاموشی سے انہیں جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

❁......❁......❁

شام میں آپی کی ساس کی عیادت کے بعد وہ [illegible] ساحل پر لے آئے حالانکہ ان کا موڈ [illegible] سے چلتے ہوئے اکھڑے اکھڑے [illegible] چہرے پر سنجیدگی کی گہری چھاپ تھی اس کی سمجھ [illegible] آیا اتنے خراب موڈ میں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی جیسے اس پر احسان کررہے ہوں اور وہ واقعی جتا کر بولے۔
"میں نے سوچا تمہیں تھوڑی تفریح کرادوں' ہر وقت گھر میں بند رہتی ہو۔"
"اس نوازش کے لیے شکریہ نہیں کہوں گی۔" اس نے کہا تو وہ فوراً بولے۔
"حق سمجھتی ہو۔" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی اور کچھ کہے بغیر ان کی طرف سے رخ موڑ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی۔ قدرے توقف سے اسے اپنے قریب ہی ان کی آواز سنائی دی۔

"تم نے جواب نہیں دیا۔"
"حقوق و فرائض کی بات چھڑ گئی تو ساری فضا مکدر ہوجائے گی اور ابھی مجھے فضا میں بکھرے رنگ بہت اچھے لگ رہے ہیں۔" وہ کہیں بہت دور اترتے سورج کو دیکھ کر بولی تو کچھ دیر کے لیے وہ خاموش ہوگئے پھر دیوار پر دونوں بازو رکھ کر قدرے جھک کر کھڑے ہوئے اور ایک نظر اس پر ڈال کر بولے۔
"پہلی بار میں نے تمہیں یہیں دیکھا تھا۔"
"یہاں......" اس نے حیران ہوکر اپنا چہرہ ان کی طرف موڑا اور ان کی اگلی بات سننے کو بے چین ہوگئی جیسے وہ کہیں گے تم [illegible] مجھے اچھی لگیں اور اسی وقت میں نے...... لیکن وہ [illegible] کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔
"تم [illegible] جو تمہارے ساتھ شجاع تھا۔" اس کا دل [illegible] کا لیکن خائف نہیں ہوئی بلکہ کھوجتی [illegible] دیکھنے لگی جو بظاہر سیدھے [illegible] کہہ رہے تھے۔
"[illegible] یہیں اسی جگہ کھڑا تھا تم نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا کیونکہ اس وقت تم شجاع سے الجھ رہی تھیں۔ وہ تمہیں خوشیوں سے بھرپور زندگی دینے کا وعدہ کررہا تھا لیکن تم نے بڑی نخوت سے اس کی محبت کو ٹھکرادیا اس وقت تم مجھے دنیا کی بدصورت ترین لڑکی نظر آئیں اور میرا دل چاہا میں تمہیں اٹھا کر سمندر میں بہت دور پھینک دوں۔" وہ یوں ہونٹ بھینچ گئے جیسے اندر اٹھتے ابال کو روکنے کی کوشش کررہے ہوں جبکہ وہ سناٹے میں آگئی تھی کتنی دیر بعد وہ پھر کہنے لگے۔
"اسی وقت میں نے تم سے شادی کا فیصلہ کیا تھا اور تمہارا حصول کوئی مشکل بات نہیں تھی کیونکہ میرے پاس وہ سب کچھ تھا جو تم چاہتی تھیں اور میں نے سوچا تھا تمہیں تمہارے خوابوں کی جھلک دکھا کر کسی کال کوٹھڑی میں بند کردوں گا کیونکہ محبت کا مذاق اڑانے اور دلوں سے کھیلنے والوں کی سزا اس سے بھی سنگین ہونی چاہیے لیکن جانے

کیوں بہت چاہنے کے باوجود میں تمہیں کوئی کڑی سزا نہیں دے سکا اس سے یہ مت سمجھنا ثانیہ کہ میرے دل میں تمہارے لیے کوئی نرم گوشہ ہے نہیں...... ہرگز نہیں۔" اس کی ذات کی سختی سے نفی کرکے انہوں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور دو تین گہرے کش لینے کے بعد کہنے لگے۔

"تم نے جھوٹ بولا تھا کہ تم گھر کے اسرار سمجھنے میں لگی ہوں اصل بات یہ ہے کہ تم میری ذات کے اسرار پانا چاہتی ہو لیکن تمہیں اس کی کیا ضرورت ہے جو تم چاہتی تھیں وہ سب کچھ تو تمہیں حاصل ہوگیا۔ ویسے اطمینان رکھو میں بہت فیئر انسان ہوں اپنی محنت سے یہ سب بنایا ہے اور اس کے لیے بارہ سال بن باس کاٹا ہے لہٰذا مجھ پر شک کرنے کا کوئی فائدہ نہیں' سمجھ رہی ہو ناں۔" آخر میں اچانک اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا تو وہ جو گم سم سی کھڑی ہوئی تھی بہت دھیرے سے چہرہ موڑ کر لہروں کی سرکشی دیکھنے لگی اس کے اندر کی لڑکی بھی ایسی ہی سرکشی پر آمادہ ہورہی تھی۔ کتنی دیر اسے سمجھانے میں لگی پھر ان کی طرف دیکھے بغیر بولی۔

"اصل بات تو آپ نے بتائی نہیں' شجاع کو آپ کب سے جانتے ہیں؟" وہ اس کا مطلب بالکل نہیں سمجھے جبھی سرسری انداز میں بولے۔

"اسی روز تمہارے ساتھ دیکھا تھا۔"

"پھر اس سے اتنی ہمدردی؟" اس کے طنزیہ لہجے پر انہوں نے چونک کر دیکھا۔" حالانکہ شجاع نے تو محسوس بھی نہیں کیا۔"

"غلط سمجھتی ہو تم قیامت ٹوٹی تھی اس کے دل پر تم کیا جانو تم نے کبھی محبت کی ہوتب ناں۔" وہ اچانک جذباتی ہوکر اسے جھنجوڑنا چاہتے تھے لیکن اس کے پیچھے ہٹنے پر ایک دم سنبھل کر کہنے لگے۔

"میں جانتا ہوں اس لیے کہ میں ایسے ہی کرب سے گزر چکا تھا اسی جگہ تمہاری ہی طرح کی وہ لڑکی سمیرا خان میری محبت کو اپنے پیروں تلے روند گئی تھی۔" وہ ایک نظر ان پر ڈال کر منہ موڑ گئی بولی کچھ نہیں اور وہ اگر دیکھ لیتے تو یقیناً خاموش ہوجاتے لیکن اس کی طرف متوجہ نہیں تھے جبھی اپنی کہے گئے۔

"میں اس وقت شجاع ہی کی طرح سادہ مخلص نوجوان تھا یونیورسٹی کے دو سال سمیرا نے میرے ساتھ محبت کی آنکھ مچولی کھیلتے گزارے۔ میں نے کبھی اس کی محبت پر شک نہیں کیا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ چھوٹے سے گھر کی باتیں کیا کرتی تھی اگر کبھی میں اسے بہت کچھ دینے کی بات کرتا تو وہ روٹھ کر کہتی تھی کہ اسے میری محبت کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔ بہت حسین لگتی تھی وہ اس وقت جب میرا ہاتھ تھام کر مجھ سے وعدہ لیتی تھی کہ میں ہمیشہ اسی طرح اسے چاہوں گا۔ بہت جلد بیت گئے تھے وہ دن۔" وہ خاموش ہوکر شاید ان ہی دنوں میں کھو گئے اور وہ یونہی چپ چاپ کھڑی رہی' کوئی سوال نہیں کیا۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے خیال سے نکلے اور اسے چلنے کا کہہ کر تیز قدموں سے گاڑی کی طرف چل پڑے۔ وہ ان کے پیچھے نہیں بھاگی بلکہ قصداً سست روی اختیار کرگئی پھر گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بس ایک بار کن انکھیوں سے انہیں دیکھا۔

بہت مضطرب نظر آئے تھے اور ان کا اضطراب وہ جانتی تھی لیکن وہ کتنے بے خبر تھے اسے بہت دکھ ہورہا تھا کہ ہر شخص اسے غلط سمجھتا ہے کیا واقعی وہ ایسی قابل تھی۔ اس نے سوچا اور گزرے ماہ و سال پر نظر ڈالنے لگی تھی کہ اچانک وہ اسے مخاطب کرکے بولے۔

"تم نے پوچھا نہیں کہ پھر کیا ہوا؟" وہ بس انہیں دیکھ کر رہ گئی تو قدرے توقف سے وہ خود ہی کہنے لگے۔

"یونیورسٹی چھوڑنے کے بعد میں جاب کی تلاش میں لگ گیا اس وقت میرے والدین حیات تھے اور وہ چاہتے تھے کہ میں دو تین سال کے لیے مڈل ایسٹ چلا جاؤں کیونکہ اس وقت ہمارے پاس اپنا گھر نہیں تھا اور آپی کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی اس لیے اماں چاہتی تھیں پہلے آپی کی شادی ہو پھر اپنا گھر بن جائے۔ اس کے بعد میں اپنے بارے میں سوچوں اور یہ اسی صورت ممکن تھا کہ میں باہر

سے پیسہ کما کر بھیجوں لیکن میں سمیرا کو چھوڑ کر جانے پر تیار نہیں ہوا۔ مجھے ڈر تھا کہ اس کے والدین اسے کہیں اور نہ بیاہ دیں اس خدشے کا اظہار سمیرا نے بھی مجھ سے کیا تھا جبھی میں نے والدین کی خواہش رد کردی اور شاید مجھے اسی کی سزا ملی کہ میں بہت خودغرض ہوگیا تھا بوڑھے والدین کا خیال نہ بڑی بہن کا صرف اپنے بارے میں سوچا کہ جلد سے جلد اپنے پیروں پر کھڑا ہوکر سمیرا کو بیاہ لاؤں لیکن......" وہ موڑ کاٹتے ہوئے ایک پل کو خاموش ہوئے پھر کہنے لگے۔" انسان جو سوچتا ہے ہمیشہ وہ نہیں ہوتا میں ایک سال تک نوکری کے لیے دھکے کھاتا رہا اور مجھے پتا ہی نہیں چلا اس دوران کب سمیرا نے راہیں بدل لیں وہ جو چھوٹے سے گھر کی باتیں کرتی تھی اور اسے میری محبت کے سوا کچھ نہیں چاہیے تھا وہ بہت کچھ کی تمنا کرنے لگی۔ اتنا بڑا بنگلہ' گاڑیاں' نوکر چاکر اور اس وقت میں اسے یہ سب نہیں دے سکتا تھا البتہ دل میں محبتوں کا جہان بسائے میں نے اسے خوشیوں سے بھرپور زندگی دینے کا وعدہ ضرور کیا لیکن اسے ایسی خوشیاں نہیں چاہیے تھیں اور اس روز جب تم نے شجاع سے......"

"بس کریں فراز علی! مجھے اس سے آگے نہیں سننا۔" اس کا ضبط جواب دے گیا تھا تختی سے ٹوک کر شیشے سے باہر دیکھنے لگی اور ان کا ذرا سا جھنے کا انداز "آئینہ ان کو جو دکھایا تو برا مان گئے" والا تھا۔

گھر آ کر وہ اپنے کمرے میں بند ہوگئی حقیقتاً اس وقت سخت غصے میں تھی دل چاہ رہا تھا ہر شے تہس نہس کر ڈالے یعنی سمیرا خان کی بے وفائی کا بدلہ لینے کی خاطر فراز نے اس سے شادی کی ورنہ وہ ان کی نظر میں دنیا کی بدصورت ترین لڑکی تھی۔ اُف وہ سوچ سوچ کر پاگل ہونے لگی اتنی تذلیل کبھی کسی نے نہیں کی تھی' سب مذاق اڑاتے تھے۔ شجاع' سعدیہ' عرفان لیکن فراز نے بہت بھیانک مذاق کیا تھا وہ ہرگز انہیں نہیں چھوڑے گی۔

"کیا سمجھتے ہیں اپنے آپ کو۔" وہ اِدھر سے اُدھر ٹہلتی ہوئی تلملا کر سوچ رہی تھی تبھی ملازمہ نے دروازے پر دستک دینے کے بعد اسے کھانے کے لیے بلایا تو وہ اسے بُری طرح جھڑک کر پھر ٹہلنے لگی کچھ دیر بعد دستک کے ساتھ فراز پکار کر بولے۔

"ثانیہ! دروازہ کھولو۔"

"کیوں......؟" اس کی خودسری عود کر آئی اور دوسری طرف غالباً وہ ٹپٹا کر بولے۔

"میں کہہ رہا ہوں۔"

"آپ کے کہنے سے بھی نہیں۔" وہ نخوت سے بولی۔

"پھر کس کے کہنے سے؟"

"جب میرا دل چاہے گا اور اپنے دل کے آگے میں کسی کی نہیں سنتی۔" اس کی بدتمیزی پر وہ غصے سے بولے۔

"تم حد سے بڑھ رہی ہو ثانیہ!"

"میری حد مقرر کرنے والے آپ کون ہوتے ہیں؟"

وہ غالباً حواس میں نہیں رہی تھی چیخ کر بولی تو دوسری طرف خاموشی چھا گئی وہ کچھ دیر انتظار کرتی رہی پھر بیڈ پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

❁......❁......❁

صبح وہ اپنے معمول کے مطابق اٹھی تھی لیکن کمرے کا دروازہ اس وقت کھولا جب اسے فراز کے آفس چلے جانے کا یقین ہوگیا۔ ملازمہ لاؤنج میں چمکتی ہوئی چیزوں کو مزید چمکانے میں مصروف تھی اسے دیکھتے ہی چائے اور ناشتے کو پوچھنے لگی۔ وہ منع کرتی ہوئی فراز کے کمرے میں آ گئی اور کچھ دیر کھڑی یونہی اِدھر اُدھر دیکھتی رہی گو کہ رات وہ طے کرکے سوئی تھی کہ اس وقت اسے کیا کرنا ہے اور جو وہ سوچ لیتی تھی اس سے ہٹنا اس کی سرشت میں نہیں تھا نہ ہی کوئی طاقت اسے اس کے ارادے سے باز رکھ سکتی تھی بس ذہنی انتشار نے کچھ تھکا ڈالا تھا اس لیے ان کے کمرے میں آ کر فوری طور پر یاد نہیں آیا کہ وہ یہاں کیوں آئی ہے' کھڑی سوچ رہی تھی کہ ملازمہ آ کر کہنے لگی۔

"بی بی! صاحب کا فون ہے آپ کو بلا رہے ہیں۔" وہ چونک کر اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

"ان سے کہہ دو میں گھر پر نہیں ہوں' پوچھیں تو کہہ دینا

کہ تمہیں کچھ پتا نہیں۔"

ملازمہ حیران ہوتی ہوئی چلی گئی تب وہ فوراً آگے بڑھی اور کارنر پر رکھے پیڈ پر جلدی جلدی قلم چلانے لگی۔

"فراز صاحب!

میں اپنے کسی فعل پر شرمندہ نہیں ہوں' خواب دیکھنے پر بھی ان کی تعبیر پانے پر۔ اس لیے کسی صفائی کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ بس اتنا کہوں گی کہ میں نے بھی شجاع سے محبت نہیں کی لہٰذا آپ سمیرا خان کی بے وفائی کا بدلہ لینے کے لیے کسی ایسی لڑکی کو تلاش کریں۔ جس نے اسی کی طرح محبت کی آنکھ مچولی کھیلی ہو ویسے کوئی اور کیوں؟ سمیرا خان کیوں نہیں۔" اس کے بعد اس نے چند لائنیں مزید گھسیٹیں لیکن پھر غیر ضروری خیال کر کے کاٹ دیں اور آخر میں اپنے جانے کا لکھ کر وہاں سے نکل آئی۔

❋......❋......❋

اس سے پہلے کہ امی اور سعدیہ اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتیں اس نے کہہ دیا کہ وہ فراز کا گھر ہمیشہ کے لیے چھوڑ آئی ہے۔ امی اپنی جگہ ٹھٹک گئیں' سعدیہ بھی پریشان لیکن اس کی خودسری سے واقف تھیں اس لیے زیادہ سوال و جواب کے بجائے امی صرف اتنا کہہ سکیں۔

"یہ کوئی اچھی بات تو نہیں ہے۔"

"اور وہ سب تو بہت اچھا ہے جو میرے ساتھ کیا جاتا ہے۔" وہ بھڑک کر بولی۔

"کیا کیا جاتا ہے تمہارے ساتھ؟"

"انجان نہیں ہیں آپ سب جانتی ہیں۔" وہ اتنے یقین سے بولی کہ امی سعدیہ کو دیکھنے لگیں اس نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر اس کے پاس آ کر بولی۔

"بھئی اگر تمہارا فراز بھائی سے کوئی جھگڑا ہو گیا ہے تو ان کا غصہ ہم پر تو مت نکالو۔"

"میرا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں ہوا۔"

"اچھا ٹھیک ہے تم اندر چلو میں تمہارے لیے چائے لے کر آتی ہوں۔"

"صرف چائے نہیں کھانے کو بھی لاؤ میں نے رات سے کچھ نہیں کھایا۔" وہ کہتی ہوئی سعدیہ کے کمرے میں چلی گئی اور سعدیہ کچن میں جانے لگی کہ امی اسے روک کر بولیں۔

"سنو اس سے معلوم کرو کہ کیا معاملہ ہے۔"

"بتا دے گی ابھی غصے میں ہے آپ پریشان نہ ہوں۔" سعدیہ امی کو تسلی دے کر کچن میں آ گئی اس کے لیے ناشتا بنایا پھر ٹرے میں رکھ کر کمرے میں آئی تو وہ دیکھتے ہی بولی۔

"جلدی لاؤ بہت بھوک لگی ہے۔"

"لڑائی جھگڑا اپنی جگہ بندے کو کھانے سے منہ نہیں موڑنا چاہیے۔" سعدیہ نے ٹرے اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور بیٹھ کر چائے بنانے لگی جبکہ وہ ان سنی کر کے کھانے میں لگ گئی۔

سعدیہ نے چائے کا کپ اس کے آگے کھسکایا پھر ٹرے اٹھا کر کیا! چھوڑ کر کمرے سے نکل گئی کچھ دیر بعد واپس آئی تو وہ ناشتے سے فارغ ہو کر آرام سے لیٹی تھی۔

"اور چائے لو گی؟" سعدیہ نے پوچھا تو وہ منع کرتی ہوئی بولی۔

"نہیں میں اب سوؤں گی۔"

"رات سے سوئی بھی نہیں ہو کیا؟" سعدیہ نے ٹرے اٹھاتے ہوئے کن انکھیوں سے اسے دیکھا اور وہ کوئی جواب دیے بغیر کروٹ بدل گئی۔

❋......❋......❋

سعدیہ اور امی کی طرح شام میں ابو نے بھی اس سے بہت پوچھا کہ فراز سے جھگڑا ہوا ہے کیا اور اس کا ایک وہی جواب تھا۔

"کوئی جھگڑا نہیں۔"

"جب کوئی جھگڑا نہیں تو پھر گھر چھوڑ کر آنے کا کیا مقصد ہے؟"

اس کے بار بار ایک ہی بات دہرانے پر بالآخر امی کو غصہ آ گیا۔

"ضرور تمہاری غلطی ہو گی ذرا ذرا سی بات پر آپے سے

باہر ہوجاتی ہو آخر ایسا کیا کہہ دیا فراز نے جو تم گھر چھوڑ آئی ہو۔" اس نے امی کی بات اچک لی اور غصے سے بولی۔

"اگر آپ کو میرا آنا اچھا نہیں لگا تو چلی جاتی ہوں لیکن فراز کے گھر نہیں جاؤں گی۔"

"بری بات بیٹا! اتنا غصہ نہیں کرتے۔" ابو نے امی کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے نرمی سے اسے سمجھایا پھر کہنے لگے۔

"یہ بھی تمہارا اپنا گھر ہے جب تک چاہے یہاں رہو۔"

"ثانیہ! تمہارا فون ہے۔" سعدیہ نے دروازے میں آ کر کہا تو وہ ناگواری سے پوچھنے لگی۔

"کون ہے؟"

"فراز بھائی۔" فراز کے نام پر اس کی پیشانی کی شکنوں میں اضافہ ہوگیا جبکہ امی نے مطمئن ہو کر ابو کو دیکھا تو وہ فوراً اس سے بولے۔

"جاؤ بیٹا دیکھو فراز کیا کہہ رہے ہیں۔" وہ جز بز ہوتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ لابی میں آ کر ریسیور کان سے لگایا ہی تھا کہ ادھر سے وہ بول پڑے۔

"سنو ثانیہ! جس طرح گئی ہو اسی طرح واپس آ جاؤ۔" ان کے رعب پر اس نے سلگ کر ریسیور رکھ دیا اور آ کر لاؤنج میں بیٹھ گئی' کچھ دیر بعد امی ادھر سے گزرتے ہوئے بظاہر سرسری انداز میں پوچھ لیا۔

"کیا کہہ رہے تھے فراز؟"

"کچھ نہیں۔" اس نے جواب دے کر ریموٹ سے ٹی وی کی آواز تیز کردی۔

بہرحال فراز کا فون آ جانے سے امی کو اطمینان ہوگیا تھا کہ ان کی طرف سے کوئی ناراضگی نہیں اور اس کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتی تھیں کہ جب تک غصے میں ہے کسی کی کوئی بات نہیں سنے گی لیکن سعدیہ کو ایک کرید تھی ہوئی تھی۔ رات میں اس کے ساتھ سونے کے لیے لیٹی تو گھما پھرا کر پوچھتی رہی لیکن وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی کچھ بتا کے نہیں دیا۔

تھی وہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی دیکھا اونچی اڑان اڑنے کا نتیجہ اور خود اس نے دیکھ لیا تھا پھر بھی وہ کہیں اپنی غلطی ماننے کو تیار نہیں تھی اور کیوں مانتی یہ صحیح ہے کہ وہ کچھ خودسر خودغرض اور ہٹ دھرم واقعی ہوئی تھی لیکن کسی کو نقصان تو نہیں پہنچایا تھا۔ اپنے بارے میں جو سوچا چاہا اس کا حصول ممکن یا ناممکن ہر دو صورتوں میں وہ اپنی سوچ بدلنے کو تیار نہیں ہوئی تو اس میں بھی کسی کا نقصان نہیں تھا۔ وہ خود ذمہ دار تھی پھر جب تک شادی نہیں ہوئی تھی تو یہاں سب وقتاً فوقتاً اس کی خواہشات کو غلط قرار دینے کی سعی کرتے رہے اور فراز نے بھی اپنے رویے سے اس پر یہی جتانا چاہا اسے دکھ اسی بات کا تھا کہ سب نے اسے مذاق بنایا اور فراز نے تو حد کردی' صرف مذاق نہیں بلکہ مسلسل اس کی تذلیل کر رہے تھے۔

"... تمہارا آئیڈیل ہے لیکن یہ کہیں بھاگا تو نہیں جا رہا..." طنزیہ لہجے میں جتاتا۔

"جو تم نے چاہا تھا وہ سب کچھ تو تمہیں حاصل ہوگیا اور کیا چاہیے تمہیں؟"

"تمہارا حصول کوئی مشکل بات تو نہیں تھی کیونکہ میرے پاس وہ سب کچھ تھا جو تم چاہتی تھیں۔"

"اور تم دنیا کی بدصورت ترین لڑکی...... میرا دل چاہا تمہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دوں۔"

یہ ساری باتیں اس نے اس وقت بھی محسوس کی تھیں اور اب یہ جان کر کہ انہوں نے اس سے شادی ہی اس مقصد کے تحت کی تھی کہ اپنی محرومیوں کا بدلہ لیتے ہوئے مسلسل اسی طرح اس کی تذلیل کرتے رہیں۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کیا کر ڈالے گر اول روز وہ اپنی داستان غم سنا دیتے تو وہ اسی وقت ہر شے کو ٹھوکر مار آتی اب بھی وہ سب چھوڑ آئی تھی اور دوبارہ جانے پر تیار بھی نہیں تھی۔

❁......❁......❁

تیسرے دن شام میں فراز خود آ گئے وہ اس وقت برآمدے میں کھڑی تھی ان کی گاڑی کی آواز سنتے ہی بھاگ کر کمرے میں بند ہوگئی۔

”کہاں ہے وہ تمہاری نک چڑھی بہن؟“ انہوں نے امی کو سلام کرنے کے بعد سعدیہ سے پوچھا تو وہ ہنستی ہوئی بولی۔

”ابھی تو یہیں تھی آپ بیٹھیں میں بلاتی ہوں اسے۔“ اس کے ساتھ ہی سعدیہ اپنے کمرے کی طرف آئی اور دروازہ بند دیکھ کر سمجھ گئی کہ اسے فراز کی آمد کی خبر ہوگئی ہے آہستہ سے دستک دے کر آواز دبا کر بولی۔

”ثانیہ باہر نکلو فراز بھائی آئے ہیں۔“

”مجھے ان سے نہیں ملنا۔“ اندر سے اس کی تیز آواز آئی تو سعدیہ نے گھبرا کر پہلے پیچھے دیکھا پھر دروازے سے سر لگا کر بولی۔

”یہ کیا بدتمیزی ہے کیا سوچیں گے وہ۔“

”جو اُن کا دل چاہے سوچیں تم میری طرف سے صاف لفظوں میں ان سے کہہ دو کہ میں ان سے ملنا نہیں چاہتی نہ آئندہ کبھی انہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔“ اس نے کہا تو سعدیہ پریشان سی ہوگئی کیونکہ جانتی تھی کہ اس کی نہیں ہاں میں نہیں بدل سکتی۔

پھر واقعی امی نے بھی ہر طرح کی کوشش کر لی اسے سمجھایا ڈانٹا لیکن اس نے دروازہ نہیں کھولا۔ اس کی ضد اور ہٹ دھرمی کے باعث امی فراز کے سامنے بہت شرمندگی محسوس کر رہی تھیں اور سعدیہ ان سے معذرت کرنے لگی کہ وہ ٹوک کر بولے۔

”کوئی بات نہیں اسے اپنی من مانی کرنے دو۔“ اس کے ساتھ ہی وہ جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تو سعدیہ جلدی سے بولی۔

”کچھ دیر رک جائیں فراز بھائی! ابو آنے والے ہیں ان کے کہنے سے وہ ضرور باہر نکلے گی۔“

”نہیں کوئی زبردستی نہیں‘ میں پھر آؤں گا۔“ وہ چلے گئے اور ان کے جاتے ہی سعدیہ نے بُری طرح اس کا دروازہ پیٹ ڈالا۔

”چلے گئے فراز بھائی اب نکل آؤ۔“ وہ ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر بولی۔

”تو اتنا چلا کیوں رہی ہو؟“

”آخر تمہیں اتنی بدتمیزی کا مظاہرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔“

”بس خوامخواہ مجھ سے الجھنے کی کوشش مت کرو۔“ وہ سعدیہ کو دھکیلتی ہوئی باہر نکل آئی تو امی نے اسے دیکھتے ہی منہ موڑ لیا یہ ان کی ناراضگی کا واضح اظہار تھا وہ بڑبڑاتی ہوئی آنگن میں آ بیٹھی۔ عجیب منطق تھی اس کی کہ وہ جو کر رہی ہے وہی ٹھیک ہے اور باقی سب کو اس کی تائید کرنی چاہیے اور ظاہر ہے ایسا اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے جب وہ اصل بات بتاتی وہ تو کچھ بتانے کو بھی تیار نہیں تھی اور چاہتی تھی سب اسے صحیح مان لیں اور شاید اسی لیے اپنے آپ میں تنہا ہوتی جارہی تھی۔ امی اور سعدیہ نے اس روز کے بعد سے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ شام میں ابو آتے تو جتنی دیر ٹی وی دیکھتے وہ ان کے پاس بیٹھی رہتی۔ عرفان سے وہ خود زیادہ بات نہیں کرتی تھی کیونکہ اس کے خیال میں وہ پہلے سے زیادہ بدتمیز ہوگیا تھا اس وقت شجاع کے ساتھ آرہا تھا اسے دیکھا تو سنا کر شجاع سے کہنے لگا۔

”آپ کو پتا ہے شجی بھائی! دنیا بھر کے سائنس دان آج کل ایک عجیب و غریب مخلوق پر ریسرچ کر رہے ہیں۔“ شجاع سمجھا نہیں اور وہ بُری طرح تپ کر بولی۔

”اور وہ مخلوق تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتی۔“

”دیکھ لیں شجی بھائی پھر آپ کہتے ہیں بڑی بہن کی عزت کیا کرو ابھی میں نے اس سے کچھ کہا ہے۔“ عرفان نے بڑی معصوم سی شکل بنا کر شجاع سے کہا لیکن اس کی آنکھوں میں شرارت چمک رہی تھی شجاعت مشکل سے مسکراہٹ روک کر بولا۔

”بہت غلط بات ہے۔“ پھر فوراً اس کی طرف متوجہ ہوگیا۔

”کیسی ہو ثانیہ!“

”بے چاری کو عالی شان بنگلہ اور آسائشات راس نہیں آئیں پھر اپنی اوقات پر آگئی۔“ عرفان نے کہا اور فوراً

بھاگ کر اپنے کمرے میں چلا گیا تو شجاع نے پریشان ہو کر اسے دیکھا غصے کے باعث اس کا چہرہ اور آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں وہ خود سے اسے مخاطب کرنے کی ہمت نہیں کرسکا کچھ دیر بعد اسے دیکھ کر بولی۔

"کھڑے کیوں ہو بیٹھو۔"

"چچی جان اور سعدیہ کہاں ہیں؟" اس نے بیٹھنے سے پہلے پوچھا اسے بتا کر تو چچی مارکیٹ گئی تھیں پھر بھی اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو وہ بے اختیار بولا۔

"تمہیں کسی بات کا پتا ہوتا ہے۔" وہی پرانا انداز تھا جسے محسوس کر کے وہ بولی۔

"نہیں۔"

"پتا رکھا کرو اس سے پتا چلتا ہے کہ آپ کو دوسرے کی ذات سے کتنی دلچسپی ہے۔"

"دوسرے خواہ پسند کریں نہ کریں آپ دلچسپی لے جائیں۔" وہ طنزیہ ہنسی تب وہ موضوع بدلتا ہوا بولا۔

"خیر چھوڑو تم اپنی سناؤ کب آئیں فراز کیسے ہیں؟"

وہ جواب دینے کے بجائے کھوجتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگی تو وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔ "کیا بات ہے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو؟"

"دیکھ رہی ہوں تم واقعی اتنے انجان ہو یا انجان بننے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ میں فراز کا گھر چھوڑ آئی ہوں۔" اس نے ایک ہی جملے میں گویا سب کچھ کہہ دیا اور یوں کہ کوئی ملال بھی نہیں تھا۔ وہ کتنی دیر حیرت کی تصویر بنا بیٹھا رہا پھر تاسف سے کہنے لگا۔

"تم نے زندگی کو مذاق سمجھ لیا ہے ثانیہ! کتنے آرام سے کہہ دیا کہ فراز کا گھر چھوڑ آئی ہو آخر تم اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو کس بات کا زعم ہے تمہیں کہ اپنے سوا تمہیں کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔ ارے لڑکیاں تو اپنے چھوٹے سے گھر کے لیے سو دکھ جھیلتی ہیں اور تم۔"

"میں بڑے گھر کے سکھ چھوڑ آئی ہوں یہی ناں۔" اس نے نخوت سے کہہ کر سر جھٹکا۔

"بہت پچھتاؤ گی۔"

"میں نے پچھتانا نہیں سیکھا۔"

"سیکھا کیا ہے تم نے صرف....."

"بس شجاع....." وہ تیز لہجے میں ٹوک کر بولی۔

"مجھے میری خوبیاں مت گنواؤ اپنے آپ سے میں خود بہت اچھی طرح واقف ہوں۔"

"پھر تو تمہیں ہر قدم بہت سوچ کر اٹھانا چاہیے۔" اس کے جتانے پر وہ چیخ کر بولی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"چیخنے کا مقصد ہے تو سنو تم جیسی لڑکیاں جو دنیا کو ٹھوکر پر رکھنا چاہتی ہیں وہ خود ٹھوکروں میں آ جاتی ہیں۔" وہ اسے آئینہ دکھانے پر تلا ہوا تھا لیکن اس سے پہلے ہی وہ استہزائیہ ہنسی۔

"تمہاری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم سب اپنی اپنی فکر کرنے کے بجائے میرے لیے کیوں پریشان ہوتے ہو؟"

"اس لیے کہ ہم سب تم سے محبت کرتے ہیں تمہیں خوش دیکھنا چاہتے ہیں لیکن تم بہت خود غرض ہو ثانیہ! قصداً ایسی حرکتیں کرکے ہمیں پریشان کرتی ہو کیونکہ تمہیں اپنی ذات سے ہم سب کی وابستگی کا خوب اندازہ ہے اور تمہاری خود پسندی کی انتہا یہ ہے کہ تم ہمہ وقت سب کو اپنی طرف متوجہ رکھنا چاہتی ہو جس میں بڑی حد تک تم کامیاب بھی ہو۔" وہ جو بلا ارادہ ہی توجہ سے اس کی باتیں سننے لگی تھی اس کے خاموش ہونے پر دبی ہوئی سانس لے کر بولی۔

"یہ محبت ہے ہمیشہ میرا مذاق اڑایا تم سب نے۔"

"مذاق اڑایا نہیں مذاق کیا تم نے سمجھا غلط۔"

"اور اب تم مجھے کیا سمجھانا چاہتے ہو۔" وہ معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بولی جس پر اس نے قصداً خاموشی اختیار کرلی قدرے توقف سے محض موضوع بدلنے کی خاطر پوچھنے لگی۔

"سنو تم شادی کب کر رہے ہو؟"

"تم سفارش کردو۔" وہ مسکرا کر بولا۔
"کس سے؟" اس کے پوچھنے پر وہ بے حد متعجب ہوا۔
"کیا مطلب تمہیں نہیں پتا؟" اس نے نفی میں سر ہلایا تو افسوس سے بولا۔
"تمہیں واقعی کسی سے دلچسپی نہیں۔"
"یہ ہر بات کی تان مجھ پر کیوں ٹوٹتی ہے اس کے چڑنے پر وہ کچھ دیر تک اسے دیکھتا رہا پھر ایک دم جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔"
"سنو سعدیہ سے کہنا میں اسے خوشیوں سے بھرپور زندگی دینے کا وعدہ نہیں کرتا لیکن کوشش ضرور کروں گا۔" اس کے ساتھ ہی وہ تیز قدموں سے باہر نکل گیا اور وہ سناٹے میں بیٹھی رہ گئی۔

اب اسے دکھ نہیں اپنے آپ پر شرم محسوس ہورہی تھی کس قدر بے خبر تھی اور یہ بے خبری ثابت کررہی تھی کہ اسے کسی سے کوئی دلچسپی نہیں اور سعدیہ نے بھی اسے نہیں بتایا تھا نہ امی نے شاید اسی لیے کہ وہ خود کو الگ تھلگ رکھتی تھی۔

❀.....❀.....❀

رات میں جب سعدیہ سونے کے لیے لیٹی تو وہ اپنی جگہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔
"سنو تم شجاع سے شادی سے انکار کیوں کررہی ہو؟" سعدیہ نے چونک کر دیکھا تو کہنے لگی۔
"صرف اس لیے کہ تم سے پہلے وہ مجھ سے......"
"نہیں......" سعدیہ فوراً ٹوک کر بولی۔ "مجھے شجی بھائی ہمیشہ سے اچھے لگتے ہیں اور میں نے شادی سے انکار تو نہیں کیا۔"
"پھر......"
"بس میں ابھی شادی کرنا نہیں چاہتی۔" اس کی طرف کروٹ بدلتے ہوئے سعدیہ بہت سیدھے سادے انداز میں کہنے لگی۔ "مجھے امی کا خیال ہے وہ اکیلی ہوجائیں گی جب تک عرفان کسی قابل نہیں ہوجاتا میں......"
"عرفان کو ابھی بہت دیر ہے۔" وہ درمیان میں بول پڑی۔ "اور پھر امی کے پاس میں ہوں۔"
"تم...... تمہارا ہونا نہ ہونا برابر ہے تم کب تک ہو فراز بھائی جب چاہیں تمہیں لے جاسکتے ہیں۔"
"میری مرضی کے بغیر نہیں لے جاسکتے خیر تم میری بات چھوڑو اپنی بات کرو۔" وہ پہلے تنک کر بولی پھر فوراً سنبھل کر اصل بات کی طرف آگئی تو سعدیہ کچھ الجھ کر بولی۔
"میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا مجھے تو یہ بھی نہیں پتا کہ میں شجی بھائی سے شادی کرنا بھی چاہتی ہوں کہ نہیں۔"
"کیا مطلب؟" اس نے تعجب سے کہا تو سعدیہ اپنی جگہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور تکیہ کھینچ کر گود میں رکھتی ہوئی بولی۔
"تمہیں اصل بات بتاؤں ثانیہ! جب تایا اور تائی شجی بھائی کا پروپوزل لے کر آئے تھے تو اسی وقت انہوں نے میرا یعنی عرفان کی بات بھی چھیڑ دی تھی اور امی ابو کی تو جیسے من کی مراد بر آئی تھی۔ بہت خوش تھے سب امی ابو عرفان اور شاید اپنے گھر میں فرح بھی اور جب امی نے مجھ سے شجی بھائی کے بارے میں پوچھا تو اس وقت ان کا چہرہ اچانک مل جانے والی خوشیوں سے دمک رہا تھا۔ میں پریشان ہوگئی بلکہ بہت مشکل میں پڑگئی تھی مجھے لگا اگر میں نے انکار کیا تو یہ خوشی سے دمکتے ہوئے چہرے بجھ جائیں گے۔ کاش میں بھی تمہاری طرح تھوڑی خودغرض ہوتی ثانیہ! کسی کی پروا نہ کرتی لیکن مجھ سے یہ نہیں ہوسکا ان سب کی خوشیوں کی خاطر میں نے اپنے دل کا دیا بجھادیا۔"
"تم......" وہ جو غور سے سن رہی تھی اس کی آخری بات پر چونک کر کچھ کہنا چاہتی تھی تو سعدیہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوک دیا۔
"نہیں ثانیہ! وہ کون تھا کا سوال مت اٹھانا بڑی مشکل سے خود کو سمجھا پائی ہوں۔"
"لیکن تم اپنے ساتھ زیادتی کررہی ہو۔" اس نے زور دے کر احساس دلانا چاہا تو سعدیہ دھیرے

سے مسکرائی۔

"دوسروں کی نسبت اپنے ساتھ کی گئی زیادتی کم تکلیف دیتی ہے اور پھر دوسرے کوئی غیر تو نہیں سب میرے اپنے ہیں ان کی خاطر دل کیا جان بھی دی جاسکتی ہے یہ تو پھر......" وہ اچانک گم صم سی ہو کر اسے دیکھے گئی تب سعدیہ اس کا ہاتھ دبا کر ہنس کر بولی۔

"ارے جب میں خوش ہوں تو تمہیں افسوس کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"تم خوش ہو۔" ایسے ہی گم صم سے انداز میں بولی تو جواب میں سعدیہ نے شوخی سے جتایا۔

"دیکھ لو تم پا کر خوش نہیں ہو اور میں کھو کر بھی خوش ہوں۔"

"لیکن میں نے کیا پایا کھویا بھی کچھ نہیں۔" وہ غائب دماغی سے کہہ کر غالباً اسی نہج پر سوچنے میں لگی۔ جبھی دروازے میں فراز کا چہرہ نمودار ہوا تو سعدیہ انہیں دیکھ کر چونک گئی فوراً اسے متوجہ کرنا چاہتی تھی کہ انہوں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر ایک دم اس کے سامنے آ کر بولے۔

"ہیلو......" وہ یونہی خالی خالی نظروں سے [illegible] دیکھنے لگی۔

"مجبوراً چوروں کی طرح آنا پڑا کہ کہیں تم [illegible] کرلو ویسے تو میں سب دروازے توڑنے کا تہیہ کرنے چکا تھا۔" انہوں نے کہا تو سعدیہ ہنس کر بولی۔

"دھاندلی۔"

"اس کے ساتھ سب جائز ہے۔"

"نہیں فراز بھائی......"

"تم خاموش رہو بلکہ یہاں خاموش بیٹھ کر کیا کرو گی جاؤ چائے بنا لاؤ۔" انہوں نے سعدیہ کو وہاں سے کھسکانا چاہا لیکن وہ سمجھ کر شرارت سے بولی۔

"نہیں میں یہیں خاموش بیٹھوں گی بس آنکھیں کھلی رکھوں گی کیونکہ مجھے لڑائی کے بعد صلح کا منظر دیکھنے کا بہت شوق ہے۔"

"لیکن ہماری تو کوئی لڑائی نہیں ہوئی کیوں تانیہ!" وہ کچھ جزبز سی ہو کر ان کی طرف سے منہ موڑ گئی تو وہ سر کھجاتے ہوئے سعدیہ کو دیکھنے لگے۔

"میں چائے لاتی ہوں۔" سعدیہ ہنستی ہوئی اٹھ کر چلی گئی تو وہ اسے کندھا مار کر بولے۔

"چلو بہت من مانی کرلی تم نے۔"

"مجھے کہیں نہیں جانا" وہ ان کے قریب بیٹھنے پر اپنے آپ میں سمٹ کر بولی۔

"میں کہیں کی نہیں اپنے گھر کی بات کر رہا ہوں۔"

"آپ کے گھر بھی نہیں۔" اس کے آپ کا گھر کہنے پر وہ خاموش ہو گئے پھر قدرے توقف سے کہنے لگے۔

"دیکھو میں مانتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ زیادتی کر گیا ہوں لیکن تمہیں اس طرح اپنا گھر چھوڑ کر نہیں بیٹھنا چاہیے چلو اٹھو۔" وہ نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہتے تھے لیکن اس کے پیچھے ہٹنے پر انہوں نے جھٹکے کے انداز میں اس کا ہاتھ اپنی مٹھی میں دبا لیا اور اسے اپنی طرف کھینچ کر بولے۔

"[illegible] سے چلو گی یا اٹھا کر لے جاؤں؟"

"کیوں...... کیوں لے جانا چاہتے ہیں آپ مجھے جب آپ کو مجھ سے......" وہ تیز لہجے میں بولی اور ایک دم خاموش بھی ہو گئی تو وہ سمجھ کر بولے۔

"محبت ہے تب ہی تو چاہنے کے باوجود تمہیں کوئی کڑی سزا نہیں دے سکا۔"

"آپ کی لاتعلقی سے بڑھ کر کوئی کڑی سزا ہو سکتی ہے۔" وہ بے اختیار کہہ گئی اس کے بعد ان کی بے اختیاریوں پر بند باندھنے کے لیے اسے فوراً ان کے ساتھ چلنے کا وعدہ کرنا پڑا ساری خفگی بھلا کر ورنہ کون روک سکتا تھا انہیں۔